عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۱، شمارہ نمبر ۱۸
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

حضرت مسیح علیہ السلام کا حلیہ مبارک

مرزا قادیانی اور دیگر قادیانیوں کے فریب کا جواب

پاکستان کی سرزمین پر ناموس رسالت غیر محفوظ

بینظیر بھٹو اور پی ڈی اے کے دیگر مسلمان اراکین قومی اسمبلی کس کی وکالت کر رہے ہیں؟ حصول اقتدار کیلئے امریکہ کو خوش کرنے کی غرض سے ناموس رسالت داؤ پر کیوں؟

روزنامہ پاکستان قادیانیوں کا ترجمان تو نہیں؟

قادیانی نظریات و افکار کی نشر و اشاعت کا سلسلہ کیوں؟

امین اللہ بڑیچ

چھ باتیں جن سے اجتناب ضروری ہے

یوں تو امت مسلمہ میں فی الوقت سینکڑوں خامیاں اور برائیاں ہیں جس کی اہم وجہ احکامات الٰہی کی عدم تعمیل ہے اکثر و بیشتر کسی برائی کے مضرات اور اس پر عمل پر آنے والی وعید سے لاعلمی مسلمان کی اخروی زندگی کا سبب بن جاتی ہے اور یہ بھی ایک المیہ ہے کہ عوام علماء کرام کی صحبت اختیار کرنے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے خود کو باخبر رکھنے میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے اب اس بدبختی کا تدارک مختلف شکلوں میں ہو سکتا ہے، مثلاً زندگی کے مختلف شعبوں میں کام کرنے والے جماعتی احباب حکمت اور تدبیر کے ساتھ منکرات میں مبتلا لوگوں کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں۔ سفر میں ہوں یا حضر میں جلوت میں ہوں یا خلوت میں حرم میں ہوں یا حجرہ میں لوگوں کو سہولت کے ساتھ نیک سیرت بننے اور بنانے کے لیے اپنی زندگیوں کو ان کے لیے عملی نمونہ بنانے کی سعی شریعت کا تقاضا ہے۔

ذیل میں چند ایسی عام برائیوں کا ذکر اور ان سے اجتناب کرنے کے لیے قرآن کریم کی ممانعت کے اہتمام کا ذکر کیا جاتا ہے سورۃ حجرات میں اللہ تبارک تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: "اے ایمان والو نہ مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیے کیا عجب ہے کہ (جن پر ہنستے ہیں) وہ ان سے (خدا کے نزدیک) بہتر ہوں اور عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو۔"

علماء فرماتے ہیں کہ اس آیت میں تین چیزوں کی ممانعت فرمائی گئی ہے اول کسی مسلمان کے ساتھ تمسخر اور استہزاء کرنا، دوسرے کسی پر طعنہ زنی کرنا یا عیب نکالنا، تیسرے کسی کو ایسے لقب سے ذکر کرنا جس سے اس کی توہین ہوتی ہو۔ مولانا مفتی محمد شفیع فرماتے ہیں کہ ان برائیوں سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں عورتوں کو بطور خاص مخاطب کیا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں عموماً لفظ لوگ کے لیے قوم استعمال کیا گیا ہے جو مرد و زن دونوں کے لیے استعمال ہو سکتا ہے۔ مگر یہاں قوم کو خاص مردوں کے لیے اور اس کے بالمقابل عورتوں کا ذکر نساء سے فرمایا ہے اور دونوں میں یہ ہدایت فرمائی کہ کیا معلوم کہ شاید وہ اللہ کے نزدیک استہزاء کرنے والے سے بہتر ہو۔ حدیث پاک میں حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی صورتوں اور ان کے مال و دولت پر نظر نہیں فرماتے بلکہ ان کے قلوب اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں اگر کسی کتے کے ساتھ بھی استہزاء کروں تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں خود کتا نہ بنا دیا جاؤں۔

اسی طرح عیب نکالنا یا عیب پر طعنہ زنی کرنے سے قرآن پاک میں سختی سے منع کیا گیا ہے کیونکہ کوئی آدمی عیب سے عادۃً خالی نہیں ہے۔ انسان کی خوش بختی اور سعادت اسی میں ہے کہ وہ دوسرے کے عیوب کی بجائے اپنے عیوب پر نظر رکھے اور ان کی اصلاح کی فکر میں لگا رہے

ایک اور چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کے ذریعے منع فرمایا ہے وہ کسی کو برے لقب سے پکارنا ہے جس سے وہ ناراض ہوتا ہو۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی گناہ یا برا عمل کیا ہو اور پھر اس سے تائب ہو گیا ہو تو اس کے بعد اس برے عمل کے نام سے پکارنا، عار دلانا اور تحقیر کرنا حرام ہے مثلاً کسی کو چور، زانی، ڈاکو یا شرابی کہا جائے جب کہ وہ اس سے کبھی توبہ کر چکا ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کو ایسے گناہ پر عار دلائے جس سے اس نے توبہ کر لی ہو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لیا ہے کہ اس کو اسی گناہ میں مبتلا کر کے دنیا و آخرت میں رسوا کرے گا۔ اس بری عادت سے بچنے کے لیے اس کی متبادل صورت لوگوں کو اچھے القاب سے نوازنا ہے حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا حق دوسرے مومن پر یہ ہے کہ اس کا ایسے نام و لقب سے ذکر کریں جو اس کو زیادہ پسند ہو۔

اسی سورت میں اللہ تبارک تعالیٰ مسلمانوں کو اخلاقی اقدار اپنانے اور برائیوں سے بچنے کے لیے مزید تین برائیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور کسی کے عیب کا سراغ نہ لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کریں کیونکہ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھالیں اس کو تو تم (ضرور) برا سمجھتے ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جن تین برائیوں سے منع فرمایا ہے جس کو علماء کرام حرام قرار دیتے ہیں اول ظن، یعنی گمان۔ گمان کے دو پہلو ہیں اچھا اور برا۔ اچھے گمان سے ثواب ملتا ہے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے جب کہ بدظنی یا بدگمانی تباہی و ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کسی کو اس کے بغیر موت نہ آنی چاہیے کہ اس کا اللہ کے ساتھ اچھا گمان ہو یعنی موت سے پہلے پہلے اللہ سے نیک گمان قائم کر لو اور موت کا کسی کو پتہ نہیں کہ کب انسان کو آ دبوچے۔ لہٰذا فوری طور پر اللہ سے اچھا گمان قائم کرنا چاہیے اگر خدانخواستہ اللہ تعالیٰ سے نیک ظنی نہ ہو تو تباہی میں کوئی شک نہیں اسی طرح بدگمانی سے بچنا لازمی امر ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ گمان سے بچو کیونکہ گمان جھوٹی بات ہے۔ دوسری بری چیز جس سے اس آیت میں منع کیا گیا ہے سراغ لگانا یا عیوب کی تلاش کرنا، سراغ لگانے کے لیے اہتمام کرنا مسلمانوں کے لیے تباہی اور ہلاکت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے عیوب کی جستجو نہ کرو جو شخص مسلمانوں کے عیوب تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیب تلاش کرتا ہے اور جس کے عیب

باقی صفحہ [illegible] پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

KHATME · NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۱ | ۴ تا ۱۰ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ مطابق ۲ تا ۸ اکتوبر ۱۹۹۲ء | شمارہ نمبر ۱۸

مدیر مسئول : ــــ عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱۔ اچھی باتوں سے بچنا ضروری ہے ــــ ۲
۲۔ نعت شریف ــــ ۴
۳۔ سیلاب کے اسباب (اداریہ) ــــ ۵
۴۔ ناموس رسالت کے خلاف محاذ آرائی ــــ ۶
۵۔ سلطان مظفر حلیم کی زندگی کا سیاسی پہلو ــــ ۷
۶۔ عباد الرحمٰن کی امتیازی خصوصیات ــــ ۹
۷۔ مثنوی مولانا رومؒ ــــ ۱۰
۸۔ حمد باری تعالیٰ ــــ ۱۰
۹۔ نیک عورتیں ــــ ۱۱
۱۰۔ ماں باپ کے بارے میں فرمان الٰہی ــــ ۱۲
۱۱۔ پریس کانفرنس ــــ ۱۳
۱۲۔ نہ وہ جذبۂ عمل ہے (نظم) ــــ ۱۵
۱۳۔ سرورِ کائنات کی زندگی ــــ ۱۶
۱۴۔ انسانِ کامل ــــ ۱۶
۱۵۔ تاریخی زلزلہ ــــ ۱۸
۱۶۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ مبارک ــــ ۲۰
۱۷۔ گوشۂ کتب ــــ ۲۳
۱۸۔ اسلام کی تعلیمات طہارت ــــ ۲۴

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نگران اعلیٰ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

معاون مدیر

مولانا منظور احمد الحسینی

سرکولیشن منیجر

محمد انور

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۷۴۴۰۰ پاکستان
فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K
PH: 071-737-8199.

چندہ اندرون ملک

سالانہ ــــ ۱۵۰ روپے
ششماہی ــــ ۷۵ روپے
سہ ماہی ــــ ۴۵ روپے
فی پرچہ ــــ ۳ روپے

چندہ بیرون ملک

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک ۴۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۶۲ کراچی پاکستان ارسال کریں

ہمارے دین و ایمان کا سدا شاداب گلشن ہے

حضرت مسرور میواتی

صحابہؓ کی محبت سے ہمارا دل مزیّن ہے
صحابہؓ کے عمل سے چہرۂ اسلام روشن ہے

صحابہؓ کی رواداری و خوش خلقی کے جوہر سے
قِوامِ دین پُر لطف و شفا بخش و ملیّن ہے

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ کے مدحت سراؤں کا
بقولِ سیّد الابرارؐ جنّت میں نشیمن ہے

بہت ایسے بھی ہیں بدبخت اپنے ملک میں جن کو
بلا تنقیصِ اصحابِ نبیؐ جینا اجیرن ہے

ہمیشہ باروَر رہتا ہے نخلِ آرزو اپنا
ہمارے دینؐ ایماں کا سدا شاداب گلشن ہے

بھٹکنے اور پھسل جانے کا مطلق ڈر نہیں ہم کو
ہمارے ہاتھ میں سرکارؐ کے یاروں کا دامن ہے

صحابہؓ سے ہے اپنے عشق کا رشتہ بہت محکم
یہ توڑا جا نہیں سکتا بہت مضبوط بندھن ہے

صحابہؓ کے نقوشِ پا پہ چلتے جائیے سرور
یہ سیدھا راستہ ہر خوف سے محفوظ و ایمن ہے

سیلاب کے اسباب

آبادی کے اعتبار سے سب سے بڑے صوبے پنجاب اور صوبہ سرحد کا مانسہرہ ڈویژن بد ترین سیلاب کا شکار ہیں ارباب اقتدار اور ان کے ماہرین سیلاب کے اسباب شدید بارشیں اور بھارت کے بیراجوں سے پانی چھوڑنا بیان کرتے ہیں اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہمارے ارباب اختیار کی آنکھیں ابھی بھی نہیں کھلیں جو کرتوت حکومت اور اس کے وزراء کے تھے ان کے پیش نظر دین دار حلقے بار بار عذاب خداوندی کی طرف نشاندہی کرتے رہے مگر حکومت تھی کہ اقتدار کے نشے میں بدمست ہو کر ان باتوں کا مذاق اڑاتی رہی حدیث شریف میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کسی قوم میں دو عیوب پیدا ہو جائیں تو پھر اللہ تعالیٰ اس پر عذاب نازل فرما دیتے ہیں ایک زنا اور دوسرا سود اگر اخبارات کے صفحات پر آئے دن آنے والی خبروں کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہمارے ہاں یہ دونوں گناہ بڑی شدت کے ساتھ موجود ہیں ایک گناہ کا تعلق ارباب حکومت و عوام دونوں کے ساتھ ہے یعنی زنا، جب کہ اخبارات میں زنا کے حوالے سے تین چار خبریں یومیہ چھپتی ہیں جبکہ حکومت کے وزراء کا بھی یہ حال ہے کہ لاہور کی ایک کنجری کو ایک وزیر صاحب نے چالیس لاکھ روپے کا بنگلہ عنایت کیا ہے اب یہ تو ہونے سے رہا کہ یہ بنگلہ انہیں شرافت یا حیا ہونے کے صلے میں پیش کیا گیا ہو کیونکہ یہ تو پیشے سے ہی ظاہر ہے

ایک اور وزیر صاحب ایک دوسری سے کہتے ہیں کہ ایوارڈ لینا ہے تو میری کوٹھی پر آجاؤ یہ تو زنا کا حال ہے ۔

سود کا مسئلہ تو عوام کے سامنے ہے حکومت کے وزراء نہایت ہی منظم انداز سے سود کی حمایت میں مہم چلا کر اسی چیز کو دعوت دیتے رہے جو ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کو دعوت جنگ آج سے چودہ سو سال قبل ہی دے چکے ہیں افسوس کہ بار بار کہنے کے باوجود بھی ہمارے وزراء نے عقل و خرد کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا اور نتیجہ یہ کہ سیلاب کی صورت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنا عذاب ہم پر مسلط کر دیا ہمارا قصور اور جرم یہ بھی ہے کہ ہم نے خدا اور اس کے رسول کے ان دشمنوں کو ووٹ دے کر مسند اقتدار پر براجمان کیا عوام کو اپنے گناہوں کا احساس ہوا کہ نہیں اور انہوں نے اس سلسلے میں اپنے رب کی طرف رجوع کیا کہ نہیں یہ تو معلوم نہیں ۔

لیکن حکومت کا حال تو سامنے ہے سیلاب سے متاثر ہونے والوں کے ساتھ امداد کے نام پر ایک سنگین مذاق کیا جا رہا ہے اٹھائیس لاکھ متاثرین کو محض اسی کروڑ میں ٹرخا کر گویا کہ ہاتھی کے منہ میں زیرا دیا گیا ہے ۔

سنگدلی کا اندازہ اس سے کیا جائے کہ انتظامیہ وزیراعظم کے دورے کے وقت امدادی سامان رکھ دیتی ہے مگر جب وہ چلے جاتے ہیں تو وہی سامان اٹھا کر واپس وہیں پہنچا دیا جاتا ہے جہاں سے آیا ہوا ہوتا ہے۔

حتیٰ کہ عوام میں تقسیم کیا ہوا آٹا تک بھی ان کے ہاتھوں سے چھین لیا گیا ۔

خدارا ہوش کے ناخن لئے جائیں اگر ہمارے کرتوت یہ ہی رہے تو پھر ہمیں موجودہ سیلاب سے بڑھ کر کسی اور شدید نوعیت کے عذاب کا منتظر رہنا چاہیئے ۔

ہم سمجھتے ہیں کہ عوام کو عبادات و معاملات میں دین کی طرف توجہ دینی چاہیئے اور حکومت کو چاہیئے کہ وہ فوری طور پر آئین اور قانون کو قرآن و سنت کے مطابق کر دے کہ فلاح و سکون اسی میں ہے دیگر نظام محض دعوت عذاب ہی ہیں۔

ناموس رسالت کیخلاف محاذ آرائی

مولانا سعید احمد جلالپوری

(الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ)

پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا، مگر شومئی قسمت کہ ۴۵ سال گزر جانے کے باوجود اب تک اس پاکستان میں اسلام داخل نہیں ہو سکا۔

پاکستان کی منتخب اسمبلیوں کے معزز اراکین کو جمہوریت کی برکت سے یوں تو ہر موضوع پر لب کشائی اور دل کھول کر اظہار خیال کی مکمل آزادی ہے اور ہر قسم کے قوانین اور بل کے پیش کرنے کا اختیار ہے مگر پابندی یا اعتراض ہے تو صرف اور صرف ناموس رسالت کے تحفظ کے بل پر، چنانچہ قومی اسمبلی کے رواں اجلاس میں قانون سازی کے دوران توہین رسالت کے مجرموں کو عمر قید کی بجائے سزائے موت دینے کے مسودہ قانون پر بحث شروع ہوئی تو اقلیتی اراکان نے اس خدشہ کا اظہار کیا کہ اس قانون کو غیر مسلموں کے خلاف استعمال کیا جائے گا اگرچہ اقلیتی اراکان کا یہ خدشہ بے بنیاد ہے جیسا کہ وزیر مذہبی امور نے مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں اقلیتوں کو آئینی تحفظ حاصل ہے انہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے

لیکن ہمارے خیال میں اقلیتی اراکین کا اس مسودہ قانون کی مخالفت کرنا لائق تعجب نہیں اس لیے کہ:

(۱) وہ اسلام اور مسلمانوں کو اپنا مخالف اور حریف سمجھتے ہیں

(۲) انہیں قرآن وسنت کے قوانین اور اسلامی ضابطہ حیات کا صحیح طور پر علم نہیں

(۳) وہ نفاذ اسلام کی برکات اور اسلامی حکومت کے سایہ عاطفت کی لذتوں سے ناآشنا ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر وہ ان امور سے واقف اور لذت آشنا ہوتے تو کبھی بھی اس طرز عمل کا مظاہرہ نہ کرتے اس لیے کہ اسلام میں ذمی (غیر مسلم اقلیت) کی جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت کی بھی اتنی ہی تاکید ہے جس طرح ایک مسلمان کی عزت وناموس کی ہے۔

چنانچہ اسلامی آئین کی رو سے اگر کسی مسلمان نے ناحق کسی غیر مسلم اقلیت کو عمداً قتل کر دیا تو اس سے بھی قصاص لیا جائے گا۔ اسی طرح اگر قتل خطا ہو ہے۔ تو غیر مسلم مقتول کے ورثہ کو دیت ادا کی جائے گی اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی غیر مسلم معاہد (ذمی) کے خون سے ہاتھ رنگنے والے کے بارہ میں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا جس مسلمان نے کسی معاہد یعنی داخل ذمہ (کافر) کو قتل کیا۔ اس کو جنت کی خوشبو تک نہیں پہنچے گی۔ جب کہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت تک سونگھی جاتی ہے۔ (بخاری)

اگر اقلیتی ارکان کے ضمیر میں چور نہیں تو انہیں ان قوانین سے خائف نہیں ہونا چاہیے

افسوس تو ان مسلمان اراکین کے طرز عمل پر ہے جو اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں اور اس بل کی مخالفت بھی کرتے ہیں، جیسا کہ روزنامہ جنگ میں ہے۔

توہین رسالت کے مجرموں کو عمر قید کی بجائے سزائے موت دینے کے مسودہ قانون پر بحث شروع ہوئی تو سید نوید قمر نے کہا کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وتکریم میں کسی سے پیچھے نہیں لیکن ہم مذہبی انتہا پسندی کے خلاف ہیں چوہدری الطاف حسین نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں صرف چار یا پانچ شاتم رسول قتل کیے گئے تھے۔ اس لیے شاتم رسول کو سزائے موت دینے کا اختیار ریاست کو نہیں ملنا چاہیے وزیر مملکت برائے اقلیتی امور پیٹر جان سہوترا نے کہا کہ اس بل سے سب سے زیادہ غیر مسلم متاثر ہوں گے اقلیتی رکن طارق قیصر نے کہا کہ یہ بل غیر مسلموں اور خاص طور پر مسیحیوں کے لیے ننگی تلوار ہے جسے غلط استعمال کیا جائے گا۔ جے سالک نے کہا کہ پاکستان میں گستاخ رسول پیدا ہو ہی نہیں سکتا جو رسول اکرم کی شان میں گستاخی کرے گا لوگ اسے خود سزا دے دیں گے۔ (روزنامہ جنگ کراچی، ۱۰ اگست ۹۲ء)

فاضل رکن جناب چوہدری الطاف حسین کے خیال میں شاتم رسول کی سزا کا اختیار اگر ریاست کو نہیں ملنا چاہیے تو پھر وہ خود ہی فرمائیں کہ اس کے سدباب کی کیا صورت ہونی چاہیے! کیا ایسے دریدہ دہنوں کو کھلے عام چھوڑ دینا چاہیے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ جناب چوہدری صاحب اس قانون سازی کی مخالفت کر کے غیر شعوری طور پر اسلام دشمن لابی کے وکیل صفائی کا کردار ادا کر رہے ہوں! اگر ایسا نہیں تو پھر موصوف کو اس کی وضاحت کرنا چاہیے کیونکہ موصوف کی فکر وسوچ سے مسلمانان پاکستان کو نہایت تکلیف ہوئی ہے۔

اس کے ساتھ ہی جمہوریت کی "سرپرست" اور پی ڈی اے کی راہ نما اور اپوزیشن لیڈر محترمہ بے نظیر بھٹو نے اس سلسلہ میں جو بیان دیا ہے وہ نہایت دل آزار اور تکلیف دہ ہے چنانچہ روزنامہ جنگ میں ہے۔

محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ملک کے ۱۲ کروڑ عوام ناموس رسالت کی حفاظت خود کر سکتے ہیں، حکومت ناموس رسالت کے سلسلہ میں سزائے موت کا قانون پارلیمنٹ میں پیش کر کے ملک کو بنیاد پرستوں کی ریاست بنانے کی سازش کر رہی ہے جو کہ بنیادی طور پر قائد اعظم کے نظریات کے خلاف اور عوام کے بنیادی حقوق سلب کرنے کے مترادف ہے اور اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش ہے۔ انہوں نے کہا کہ گواہوں اور شہادتوں کی بنیاد پر شان رسالت میں گستاخی والے کو سزا دینا اس لیے معنی نہیں رکھتا کہ ہمارے ملک میں تو ارکان پارلیمنٹ کو خرید لیا جاتا ہے اس صورت حال میں کرایہ کے گواہوں کی موجودگی میں انصاف کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۰ اگست ۹۲ء)

حیرت کی بات ہے کہ اگر آپ کو کوئی ذاتی مفاد یا مطلب ہو تو پھر ہمارے یہی لیڈران گرامی اسمبلیوں کے بے مختار

باقی صفحہ ۲۲ پر

سلطان مظفر حلیم کی زندگی کا سیاسی پہلو

مولانا محمد یوسف متالا لندن

بوقت نماز جمعہ ۲ رمضان المبارک سنہ ۹۱۷ھ خلیل خان ملقب بسلطان مظفر حلیم نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور اپنے آباؤ اجداد کی رسم اور طریقے کے مطابق اُمراء و فوجیوں کو نقدی، گھوڑے اور خلعتیں عنایت کیں۔ اُمراء زادوں کو خطاب سے مشرف کیا۔ اُمراءِ محمودی کے مناصب میں بعد زیادتی کی ان کو اور جاگیر اور قریات عطا کئے۔ تخت شاہی پر بیٹھنے کے فوراً بعد ماہ شوال میں میر ابراہیم خان (جو شاہ اسمٰعیل خراسان اور عراق کے بادشاہ کی طرف سے ایلچی بن کر آئے۔ حکم شاہی کے بموجب اُمراء وزراء نے پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔ میر ابراہیم شاہی ہدایا ساتھ لیکر آئے تھے جن میں فیروزہ پیالہ کہ نہایت نفیس تھا۔ ایک صندوقچہ جو زر و جواہر سے بھرا ہوا تھا۔ اور بہت سارے طلائی کپڑے اور عراقی اور ترکی گھوڑے جو شاہ اسمٰعیل کی طرف سے سلطان مظفر حلیم کے لئے ہدیۃً بھیجے گئے تھے۔ وہ میر ابراہیم نے آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ سلطان مظفر حلیم نے میر ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کو خزانہائے خسروانہ اور شاہی انعامات سے نوازا۔ چونکہ بادشاہ بننے سے پہلے آپ بڑودہ کے حاکم تھے اس لئے چند روز بعد ہی آپ نے سب سے پہلے بڑودہ کا سفر کیا۔ اور اس علاقے میں دولت آباد نامی ایک شہر کی بنیاد رکھی۔ یہی شہر بعد میں بڑودہ کے نام سے مشہور ہوا۔ اسی دوران آپکو سلطان محمود مندوی اور سلطان محمد کے درمیان جنگ کی اطلاع ملی۔ سلطان محمد نے سلطان مظفر سے آکر شکایت کی اور اپنی احتیاج اور ضرورت کا اظہار کرکے محمود آباد کے قریب نزول کیا۔ سلطان مظفر حلیم نے ان کی تمام ضروریات کے بہم پہنچانے کا حکم دیا اور وعدہ کیا کہ چند روز بعد ہم خود بھی مندو ولایت مالوہ کی جانب سفر کریں گے۔ اسی جگہ میں عادل خان (جو اسیر اور برہانپور کے حاکم تھے اور سلطان کے داماد بھی ہوتے تھے) فرزندوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چند روز کے بعد رخصت ہوئے۔

سنہ ۹۱۹ھ میں سلطان کو اطلاع ملی کہ سلطان محمود مندوی (سلطان محمد کے بھائی جو کہ مالوہ کی حکومت پر تھے) کفار کی طرف سے بہت سارا لشکر اکٹھا کرکے سلطان محمد پر اس نے حملہ کیا اور شکست دی ہے۔ اور میدنی راؤ نامی راجہ جو سلطان محمود کا مدار المہام ہے (کامل سلطان محمود پر اقتدار رہے اور سلطان محمود صرف نام کا سلطان رہ گیا ہے اور اس مالوہ کے علاقے میں از سر نو کفر سر اٹھا رہا ہے۔ اطلاع ملتے ہی سلطان کی حمیتِ اسلامیہ جوش کھا اٹھی اور اسی شوال کے مہینے میں آپ نے محمد آباد سے کفار کو دفع کرنے اور مسلمانوں کی حمایت کے لئے مالوہ کی جانب سفر فرمایا۔ دوران سفر قصبہ گودھرہ میں فوج کے انتظام کی خاطر کچھ آپ نے توقف فرمایا۔ اسی دوران وہاں آپ کو اطلاع ملی کہ راجہ ایدر شوخی دکھا رہا ہے۔ تو آپ نے پہلے اس جانب سفر مناسب سمجھا اور ایدر کے بت خانوں اور آبادی کو ویران کیا اور راجہ ایدر پشیمان ہو کر معافی کے لئے حاضر ہوا یہ سنہ ۹۱۹ھ کا واقعہ ہے۔ یہاں سے فتح پا کر سلطان گودھرہ واپس لوٹ آئے اور وہاں سے شہزادہ سکندر خان کو احمد آباد بھیج دیا اور خود مالوہ کی جانب روانہ ہوگئے۔ جب دھولقہ پہنچے تو وہاں قلعہ کی تعمیر کا حکم دیا اور آگے کو کوچ فرمایا۔ اسی دوران خبر ملی کہ میدنی راؤ سلطان محمود ناصر الدین کو چندیری کی جانب لے گیا ہے۔ سلطان مظفر نے فرمایا کہ اس لشکر کشی سے میرا مقصود مالوہ کے سلطان محمود سے حکومت چھیننا نہیں۔ اس لئے کہ سلطان محمود مسلمان ہے۔ بلکہ میری غرض یہ تھی کہ میدنی راؤ اور کفار کو درمیان سے ہٹا کر دونوں بھائیوں کے درمیان صلح کرادوں۔ اس لئے آپ وہاں سے احمد آباد لوٹ آئے۔ اسی دوران آپ نے شہرت سنی کی سیر کے لئے ادھر آپ تشریف لے گئے اور سیر سے فارغ ہو کر محمد آباد واپس تشریف لے آئے۔ سنہ ۹۲۲ھ میں آپکو اطلاع ملی کہ رائے مل (جو راؤ بھیم ایدر کے راجہ کا بھتیجا ہے) راجہ ایدر کے مرجانے کے بعد رانا سانگا راجہ چیتوڑ بھاگل کی حمایت سے بھیم راؤ کے بیٹے کو ایدر سے نکال کر وہ خود ایدر پر قابض ہوگیا ہے۔ یہ سن کر سلطان ناراض ہوئے اور سلطان مظفر حلیم فرمانے لگے کہ بھیم کس کی اجازت سے ایدر پر تصرف کر رہا ہے۔ رانا کی کیا مجال ہے کہ اس کی حمایت سے راؤ مل ایدر کا بادشاہ بن بیٹھے۔ احمد نگر کے جاگیردار نظام الملک کو حکم ہوا کہ راؤ مل کو ایدر سے نکال دو اور ایدر بہار امل کو سونپ دو۔ سنہ ۹۲۳ھ تک رائے مل سلطانی فوج کے ساتھ جنگ لڑتا رہا۔ کبھی غالب کبھی مغلوب ہوتا۔ اسی دوران میں مالوہ کے امراء حبیب خان وغیرہ میدنی راؤ کے خوف سے بھاگ کر سلطان کی خدمت میں پہنچ گئے اور مندو کے حالات عرض کئے کہ دین اسلام کا آئین مندو میں برطرف کر دیا گیا۔ اور میدنی راؤ نے وہاں کے اکثر معتبر آدمیوں کو قتل کیا اور آج کل میں وہ سلطان محمود کو بھی مار ڈالنے یا قید کرنے والا ہے۔ یہ سن کر سلطان نے فرمایا کہ انشاء اللہ چند روز میں ہم مندو کا سفر کریں گے۔ اور میدنی راؤ کا علاج کریں گے۔ جب ادھر سلطان محمود نے دیکھا کہ ولایت حکومت خزانہ تمام چیزیں میدنی راؤ کے ہاتھ میں چلی گئیں اور میدنی راؤ اس کو نظر بند رکھ رہا ہے۔ سلطان محمود آدھی رات کو ایک گھوڑے پر قابو کرکے خود اس پر سوار ہوا اور دوسرے گھوڑے کے اوپر اپنے حرم کو سوار کرا کر گجرات کیطرف رخ کیا۔ اس کے پہنچنے کی اطلاع پر سلطان نے اظہار مسرت کیا۔ شاہی خیمے، ہاتھی گھوڑے جو کچھ سلطنت کے لوازمات میں سے ہیں۔ ان کے لئے بھیجے۔ احتیاج کی چیزیں جو لوازمات انھوں نے مانگے سب دیدیے۔

چار ذوالقعدہ سنہ ۹۲۳ھ کو سلطان مندو کی جانب لشکر کشی کے لئے چل دیئے۔ بروز سہ شنبہ اسی مہینے کی پندرہ تاریخ کو آپ نے دیولہ میں سلطان محمود سے ملاقات کی اور وہاں سے متواتر کوچ کرتے ہوئے بروز پنجشنبہ بیس ذوالقعدہ

کو منڈو کے قلعہ کے اطراف میں خیمے ڈال دیئے اور مورچے سنبھال لئے۔ میدنی راؤ دھار سے امداد طلب کرنے کے لئے رانا کے پاس پہنچ گیا اور قلعہ والوں سے کہہ گیا کہ سلطان کو صلح کی پیشکش کرو اور ایک ماہ کی مہلت طلب کرو۔ اس دوران میں رانا کے پاس سے کمک کو لیکر پہنچ آتا ہوں۔ رانا نے قیمتی جواہرات کی لالچ میں اور چند نامی گرامی مشہور ہاتھیوں کی لالچ میں جو سلطان محمود سے میدنی راؤ کے ہاتھ میں پہنچ گئے تھے۔ عظیم لشکر کے ساتھ سارنگ پور کی طرف روانہ ہوگیا۔ جب یہ خبر سلطان کو پہنچی تو قلعہ والوں کے حیلہ مکر معلوم ہوگئے۔ عادل خان آسیری۔ قوام الملک، ملک سارنگ کو چند دیگر بہادر امراء کے ہمراہی میں رانا کے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ قلعے پر حملہ کا حکم دے دیا۔ بروز دوشنبہ ماہ صفر قلعہ فتح ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ کفار میں سے مقتولین کی تعداد انیس ہزار بعض کہتے ہیں کہ چالیس ہزار تھی۔ اور ستاون بڑے بڑے نامی سردار مارے گئے جن کے نام مرات سکندری اور تاریخ مظفرشاہی میں لکھے ہوئے ہیں۔ یہ واقعہ ۹۲۴ھ میں پیش آیا۔ اور یہ تاریخ اس مصرعے کے حروف سے بھی مستفاد ہوتی ہے۔

مظفرشاہ کردہ فتح مندو
کہ اول تحفہ عشق و صفا باشد
اگر پرسند از تاریخ فتحش
پریشانی ہمہ کفار باشد

اور اسی طرح تاریخ کے لئے یہ عربی مصرع بھی کہا گیا۔

قد فتح المندو سلطاننا

یہاں سے پھر سلطان مظفر منڈو کی سیر کو روانہ ہوگئے۔ سلطان محمود کے مہمان خاص ہوئے۔ اور اس کے بعد دارالخلافہ کو واپس لوٹ آئے جس کی تفصیل مرات سکندری میں ہے۔

۹۲۳ھ میں خبر پہنچی کہ سلطان محمود اور رانا کے درمیان عظیم جنگ ہوئی اور سلطان زخمی ہوکر رانا کے ہاتھوں قید ہوگئے۔ اس واقعہ کو سن کر سلطان مظفر حلیم متفکر ہوئے اور منڈو میں قلعہ کی حراست کیلئے فوج بھیجی۔ سلطان محمود کے زخموں کے مندمل ہونے کے بعد رانا نے سلطان محمود کو منڈو رخصت کردیا۔ مگر سلطان محمود کے صاحبزادے کو گروی کے طور پر اپنے پاس رکھ لیا۔ اور سنہ ۹۲۳ھ میں رانا نے ایدر کی جانب حملہ کیا اور احمد نگر وغیرہ کے جاگیرداران کو ایذا پہنچائی۔ اور وہ اپنے زخموں سمیت سلطان کی خدمت میں پہنچے۔ رانا نے بڈنگر اور بیسل نگر تک کے علاقے کو تخت و تاراج کیا۔ مگر جب اس کو خبر پہنچی کہ سلطانی لشکر پٹن اور احمد آباد کے ضلعے سے اس کی تنبیہ کے لئے نکل چکا ہے اس لئے رانا تاراج کرتا ہوا بھاگتا ہوا چیتوڑ کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد ۹۲۳ھ محرم کے مہینے میں سلطان مظفر حلیم نے رانا کی گوشمالی کی خاطر ایک لشکر روانہ فرمایا جس پر ملک ایاز (جو سلطان کے خاص غلام تھے) کو متعین کیا اور اس فوج میں ایک لاکھ سوار اور ایک سو ہاتھی اور دیگر کئی ہزار کا لشکر دے کر ایاز کو رانا کی جانب رخصت کیا۔ اس فوج کی بھی مکمل تفصیل مرات سکندری میں ہے۔ اس عظیم الشان فوج نے سب سے پہلے باگھڑ کے علاقے میں کہ وہاں کا راجہ بھی گزشتہ فساد میں رانا کے ہمراہ تھا۔ تو پہلے اس کو تاخت و تاراج کیا اور کفار کو قتل کیا اور اس کے بعد وہ لشکر آگے رانا کی جانب چلا۔ اس خبر کے سنتے ہی مرنج روح رانا کے چہرے اتر گیا۔ سلطان محمود خلجی بھی سلطانی لشکر کو لیکر مدد کے لئے پہنچ گئے۔ اس سال میں سلطانی لشکر کے سرداروں کے درمیانی نااتفاقی کی بنا پر صلح پر اکتفا کرکے فوج احمد آباد واپس آگئی اس کی وجہ سے سلطان ایاز سے ناراض ہوئے اور طے کیا کچھ عرصہ کے بعد خود اس کام کے لئے تشریف لے جائیں گے اور ملک ایاز کو شورا سٹر کی جانب رخصت کردیا۔ چنانچہ وعدہ کے مطابق ۹۲۸ھ میں خود سلطان مظفر حلیم نے رانا کی تنبیہ کے لئے سفر کیا۔ ابھی سلطان مظفر احمد آباد پہنچے کہ اس درمیان رانا کا لڑکا رانا کی طرف سے ہاتھی اور پیشکش کو لیکر حاضر ہوگیا اور اس طرح یہ لشکر کشی فی الحال موقوف ہوگئی۔

۹۳۱ھ میں شہزادہ بہادر خان جاگیر کی کمی کی وجہ سے رنجیدہ ہوکر پہلے دونگر پور وہاں سے چیتوڑ وہاں سے میوات وہاں سے شاہ دہلی سلطان ابراہیم کے پاس چلا گیا۔ جس وقت سلطان ابراہیم سلطان دہلی کے پاس شہزادہ بہادر پہنچے یہ وہ وقت تھا جبکہ سلطان ابراہیم ظہیر الدین بابر کے ساتھ پانی پت میں لڑائی کے لئے مقابلہ پر تھے۔ سلطان ابراہیم نے بہادر خان کو بلایا اعزاز و اکرام کیا جب سلطان ابراہیم اور دہلی کی مخلوق نے شہزادہ بہادر کی دلیری، شجاعت اور بہادری دیکھی تو سلطان ابراہیم کے دل میں ان کی عزت اور بڑھ گئی اس کے شہزادہ بہادر دہلی سے جونپور چلے گئے جونپور پہنچنے پر سلطان مظفر کی وفات کی انھیں خبر پہنچی تو وہاں سے وہ عازم گجرات ہوگئے۔

سلطان مظفر نے جب سنا کہ بہادر خان رنجیدہ ہوکر باگڑ کی طرف چلے گئے تو بہت آزردہ خاطر ہوئے اور آپ نے پختہ عزم کیا کہ ان کو کسی طرح مائل کرکے واپس بلا لیں مگر وہ گجرات کی سرحد سے باہر جا چکے تھے اسی دوران سلطان کو بیماری لاحق ہوئی اور ۹۳۲ھ تھی اسی بیماری میں آپ محمد آباد سے بڑودہ معروف بہ دولت آباد تشریف لے آئے اور وہاں سے کھانمڈول وغیرہ محلات سے کوچ کرتے ہوئے احمد آباد پہنچے جب مخلوق سلطان کی حیات سے ناامید ہوگئی تو لطیف خان شہزادے نے دیکھا کہ ولیعہد سکندر خان مجھے ہرگز زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اس لئے شروع جمادی الاخری میں اپنے گھوڑوں کو لے کر بڑودہ کی جانب روانہ ہوگیا بعض کہتے ہیں کہ سلطانی اشارہ سے وہ چلے گئے۔

دو جمادی الاخری کو فجر کی نماز کے بعد سلطان نے سکندر خان کو بلایا اور نصیحت کی اور بروز جمعہ ۲۲ جمادی الاخری ۹۳۲ھ عین نماز جمعہ کے وقت آپ نے اس دنیا سے رحلت فرمائی اور سلطان محمود بیگڑھ کے مقبرے میں جو سرکھیج میں واقع ہے سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کی مدت سلطنت چودہ سال نو ماہ ہے۔

سلطان مظفر حلیم سید طاہر کے مرید تھے سید طاہر کا مزار بڑودہ میں ہے۔

سلطان مظفر حلیم علم و حلم، شجاعت، سخاوت اور فہم و ذکاوت میں یگانہ روزگار تھے۔ صفت حلم کا آپ پر اس درجہ غلبہ تھا کہ اسی وجہ سے آپ سلطان مظفر حلیم کے نام سے معروف ہوئے۔ آپ نے عمر بھر کبھی مسکرات کا استعمال نہیں فرمایا۔ آپ کی نیک خصلتوں کو مرات سکندری میں تفصیل سے لکھا گیا ہے۔

باقی صفحہ ۲۷ پر

نور الامین

عباد الرحمٰن کی امتیازی خصوصیات

قرآن کریم نے ایسے مخصوص بندوں کو عباد الرحمٰن کا لقب عطا فرمایا ہے جن کا رسالت پر ایمان مکمل ہے عقائد، اعمال اخلاق وعادات سب اللہ اور اس کے رسولؐ کے مرضی کے تابع اور احکام شرعیہ کے مطابق ہیں۔

قرآن کریم نے ایسے مخصوص ومقبول بندوں کی تیرہ صفات وعلامات کا ذکر کیا ہے۔

پہلی صفت: سب سے پہلی صفت ان مقبول بندوں کی عباد ہونا ہے۔ عباد عبد کی جمع ہے اور عبد کا ترجمہ ہے کہ وہ بندہ جو اپنے آقا کا مملوک ہو اور اس کا وجود اور اس کے تمام اختیارات اللہ کے حکم اور مرضی کے مطابق دائر ہوتے ہوں۔ حقیقت میں اللہ کا بندہ کہلانے کا مستحق وہی شخص ہوسکتا ہے جو اپنے عقائد وخیالات کو۔ اپنے ہر ارادے اور خواہش کو اور اپنی ہر حرکت وسکون کو اپنے رب کے حکم اور مرضی کے تابع رکھے۔ اور ہر وقت گوش برآواز رہے کہ اس وقت کیا حکم ہو کہ وہ بجالاؤں۔

دوسری صفت: یَمْشُونَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا۔ یعنی اللہ کے مقبول بندے جب زمین پر چلتے ہیں تو تواضع کے ساتھ یہاں لفظ ھون کا مفہوم وقار، سکینت اور تواضع ہے کہ اکڑ کر نہ چلے اور قدم متکبرانہ انداز سے نہ رکھے۔ بہت آہستہ چلنا بھی مراد نہیں ہے کیونکہ آہستہ چلنا بلاضرورت ہو تو خلاف سنت ہے۔ حضورؐ کے چلنے کی جو صفت شمائل نبویہ میں منقول ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کا چلنا بہت آہستہ نہیں تھا بلکہ کسی قدر تیزی کے ساتھ تھا۔ آپؐ ایسا چلتے تھے گویا زمین آپؐ کے لئے سمٹتی ہے۔

تیسری صفت: وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ یعنی جب جہالت والے ان سے خطاب کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں سلام۔ یہاں جاہلوں کا ترجمہ جہالت والوں سے کر کے یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ اس سے مراد بے علم آدمی نہیں ہے۔ بلکہ وہ جو جاہلانہ باتیں اور جاہلانہ کام کرے۔ حقیقت میں وہ ذی علم ہی کیوں نہ ہو۔ لفظ سلام سے مراد یہاں عرفی سلام نہیں بلکہ سلامتی کی بات ہے۔ حاصل یہ ہے کہ بے وقوف اور جاہلانہ باتیں کرنے والوں سے اللہ کے یہ نیک بندے انتقامی معاملہ نہیں کرتے بلکہ درگذر کرتے ہیں۔

چوتھی صفت: وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا: یعنی وہ رات گذارتے ہیں اپنے رب کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے۔

عبادت میں شب بیداری کا خصوصیت سے ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ یہ وقت سونے کا اور آرام کرنے کا ہوتا ہے اس وقت نماز وعبادت کے لئے کھڑا ہونا خاصا مشقت بھی ہے اور اس ریا ونمود کے خطرات بھی کم ہیں منشا یہ ہے کہ ان کا لیل ونہار اللہ کی طاعت میں مشغول ہے دن کو تعلیم وتبلیغ، خدمت اور جہاد فی سبیل اللہ اور رات کو اللہ کے سامنے عبادت گذاری ہے۔

پانچویں صفت: وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ۔ یعنی یہ مقبولین بارگاہ شب وروز طاعت وفرمانبرداری کے باوجود بے خوف ہو کر نہیں بیٹھتے بلکہ اللہ کی یاد اور آخرت کے خوف رکھتے ہیں اس کے لئے عملی کوشش بھی رہتی ہے اور دعائیں بھی۔

چھٹی صفت: وَالَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا۔ یعنی اللہ کے نیک بندوں کی صفت مال خرچ میں یہ ہوتی ہے کہ نہ تو فضول خرچی اور اسراف کرتے ہیں۔ نہ بخل کرتے ہیں بلکہ دونوں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتے ہیں آیت میں اسراف کے بالمقابل اقتار کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

اسراف کے لغوی معنی حد سے تجاوز کرنے کے ہیں۔ اصطلاح شرع میں حضرت ابن عباسؓ، حضرت قتادہؓ اور حضرت مجاہدؒ کے نزدیک اللہ کی معصیت میں خرچ کرنے کا نام اسراف ہے اگرچہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو۔

اقتار کے لغوی معنی اور تنگی کرنے کے ہیں جن چیزوں میں اللہ اور اس کے رسولؐ نے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے ان میں خرچ میں تنگی برتنا۔ یہ تفسیر بھی حضرت ابن عباسؓ۔ قتادہؓ وغیرہ سے منقول ہے آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ اللہ کے مقبول بندوں کی صفت مال خرچ کرنے میں یہ ہوتی ہے کہ اسراف اور اقتار کے درمیان اعتدال اور میانہ روی پر عمل کرتے ہیں۔

ساتویں صفت: وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ۔ پہلی چھ صفات میں طاعت وفرمانبرداری کے اصول آگئے ہیں اب معصیت اور نافرمانی کے اصول ہم کا بیان ہے جن میں پہلی چیز عقیدہ سے متعلق ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کرتے جس سے شرک کا سب سے بڑا گناہ ہونا معلوم ہوا۔

آٹھویں اور نویں صفت

لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ۔ یہ عملی گناہوں میں سے بڑے بڑے اور سخت گناہوں کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ان کے پاس نہیں جاتے۔ کسی کو ناحق قتل نہیں کرتے اور زنا کے پاس نہیں جاتے۔

دسویں صفت

وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ۔ یعنی یہ لوگ جھوٹ اور باطل کی مجلسوں میں شریک نہیں ہوتے۔ سب سے بڑا جھوٹ اور باطل تو شرک وکفر ہے۔ اس کے بعد عام جھوٹ اور گناہ کے کام ہیں۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ایسی باطل مجلسوں میں شرکت سے بھی گریز کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد مشرکین کی عیدیں اور میلے ٹھیلے ہیں۔ حضرت مجاہدؒ نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد گانے بجانے کی محفلیں مراد ہیں۔ زہریؒ اور امام مالکؒ

باقی صفحہ ۲۶ پر

انتخاب : مولانا مشتاق احمد عباسی

مثنوی مولانا روم

اللہ کے خزانے :۔ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو بار بار اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی تو اس نے ایک دن اپنی بیوی آسیہ سے مشورہ کیا۔ فرعون کی یہ بیوی مسلمان ہو چکی تھیں قرآن پاک کی سورۃ تحریم کے آخر میں اللہ جل شانہ نے اس نیک بیوی کا جنتی ہونا بیان فرمایا ہے۔ بہرحال اس نیک بیوی نے فرعون سے کہا اے فرعون تو جلدی کر ایمان لا دیر نہ کر۔ مولانا نے یوں تعبیر فرمایا ہے۔

اللہ اللہ زود بفروش و بخر
قطرۂ دہ بحر بر گوہر ببر

یعنی اے فرعون جلدی کر کہ ایک قطرہ کے بدلے دس سمندر مل رہے ہیں۔ یعنی اللہ کے جود و کرم کے قربان کہ ایک قطرہ مانگتا ہے اور دس سمندر کے بقدر بدلہ دیتا ہے۔

اللہ اللہ زود بشتاب و بجو
چونکہ بحر رحمت آمد است و نیست جو

اور کہا نیک بیوی آسیہ نے اے فرعون جلدی اس فیض کو حاصل کر کیونکہ یہ کوئی معمولی ندی نالہ نہیں بلکہ سمندر بے کنار ہے۔

اللہ اللہ تو گمان بد مبر
بر چنیں انعام عام اے بے خبر

اے فرعون اللہ کی اس بے حساب فیاضی وجود و کرم پر بدگمانی نہ کر اس لیے کہ اس کے خزانے لامحدود ہیں۔

اللہ اللہ زود دریاب اے فتیٰ
تا نگردی در غلط بینی فنا

اللہ کے واسطے کیا کہنے اے فرعون جلدی اس موقع سے فائدہ حاصل کر ہے کہیں موقع گنوادیا تو پھر فنا میں پڑ جائیگا

اللہ اللہ چونکہ عصیانات تو
او فی پالد بروبیت شکر تو

اللہ اللہ باوجود اے فرعون تیرے گناہوں کے وہ تجھے رسوا نہیں کر رہا تو تجھے شکر ادا کرنا چاہیے

اللہ اللہ با چنیں کفر دو تو
چوں قبولت می کند اکرام تو

اللہ کے کرم و انتہا کے کیا کہنے کہ اے فرعون باوجود تیرے کفر کے وہ تیرا اس طرح اکرام کر رہا ہے۔

لطف اندر لطف او گم می شود
کا سلئے بر چرخ ہفتم می شود

اللہ کے کرم و الطاف بے پایاں دیکھو کہ ایک خاکی پتلے کی پرواز ساتویں آسمان تک پہنچتی ہے۔

خود کرِ یابد با چنیں بازار را
کر بیک گل میخری گلزار را

اور حضرت آسیہ نے فرعون سے کہا اے نادان کہیں ایسا نفع بخش بازار بھی تونے دیکھا ہے کہ جہاں ایک پھول کے بدلے پورے باغ ملتے ہوں۔ ہاں وہ اللہ کا بازار جو دکھاتا ہے جہاں قطرے کے بدلے دریا جہاں ذرے کے بدلے پہاڑ جہاں شعاع کے بدلے سورج ملتے ہیں۔

دانہ را صد درختاں عوض
حبہ را آمدت صد کاں عوض

ہاں اللہ کا فیض عام ایسا ہے کہ جس کے دربار سے ایک دانہ کے بدلے سینکڑوں درخت ملتے ہیں۔

تشریح و خلاصہ کلام :۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ نے تو فرعون کو خوب سمجھایا مگر بدقسمت جس کو گھیرے ہوئے ہو اس کو کون راہ راست پر لا سکتا ہے فرعون نے حضرت آسیہ کی نصیحتیں سن کر اپنے برے مشیر ہامان سے مشورہ کیا ہامان نے کہا اے فرعون یہ تو تیری توہین و ذلت ہے کہ تو خدا ہو کر اپنے ایک غلام موسیٰ کی بات مانے اور اس کا غلام بن جائے اس سے تو موت بھلا بہتر ہے فرعون بالآخر ہامان کے مشورے کو مان کر ایمان کی دولت لازوال سے محروم رہا۔ مولانا فرماتے ہیں نیک اچھے آدمی کے مشیر بھی نیک و اچھے ہوتے ہیں اور برے آدمی کے مشیر بھی برے و بد ہوتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشیر صدیق اکبرؓ و فاروق اعظمؓ تھے اور ابوجہل کا مشیر ابولہب تھا اسی طرح یہ عام معاملہ ہے انسان کو تجربہ و برائی بہت سی اچھائیوں و نیکیوں سے محروم کر دیتی ہے۔

حمد

مرے سخن میں اک اک حرف بے گماں اس کا
زباں میری ہی ہے مگر بیان اس کا

میری حیات پہ سائے محیط ہیں اس کے
سلگتی دھوپ میں ہے سر پہ سائبان اس کا

ہمارے پاس بھی کچھ ہے اور کچھ بھی نہیں
وہ لامکاں ہے لیکن ہر اک مکان اس کا

ہمارا دل کسی طوفاں سے خوف کیوں کھائے
کہ ناؤ اس کی ہے منجدھار اس کے بادباں اس کا

مصیبتوں کی گھڑی میں بھی ساتھ ہے میرے
ہمیشہ ہاتھ ہے کاندھوں پہ مہرباں اس کا

نہیں ہے جن کو میسر یقین کی دولت
رہا دلوں میں خلش بن کے اک گمان اس کا

کہیں نہیں ہے مگر پھر بھی ہر جگہ موجود
وہ بے نشان کہ ہر شئے میں ہے نشان اس کا

سوجھ بوجھ کیا ہے ابوطالب نے پوچھا ، بیٹے بتا ،
کیسے پہچانا ، محمد ہیں نبی اللہ کے
بولا کیا تم نے نہیں دیکھا جہاں آتے ہوئے
ان کے چلنے پر شجر ان کیلئے جھکتے رہے

محمد اقبال حیدرآباد

نیک عورتیں

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں ایک مقام سے مجھے نہایت ہی اعلیٰ اور مست خوشبو کی مہک آنے لگی۔ میں نے پوچھا یہ خوشبو کیسی ہے؟ جواب ملا کہ فرعون کی لڑکی کی اور اس کے اولاد کے محل کی ہے۔ فرعون کی شہزادی کو کنگھی کرتے ہوئے اس کے ہاتھ سے اتفاقاً کنگھی گر گئی تو اس کی زبان سے بے ساختہ "بسم اللہ" نکل گئی۔ اس پر شہزادی نے کہا کہ اللہ تو میرے ماں باپ ہیں۔ اس نے جواب دیا نہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جو مجھے اور تجھے اور خود فرعون کو روزیاں دیتا ہے۔ اس نے کہا اچھا کیا تو میرے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا رب مانتی ہے۔ اس نے جواب دیا ہاں۔ میرا اور تیرا اور تیرے باپ کا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ اس نے اپنے باپ فرعون سے کہلوایا۔ وہ بہت غضبناک ہوا اور اسی وقت اسے بر سر دربار بلوا بھیجا اور کہا کہ کیا تو میرے سوا کسی اور کو رب مانتی ہے؟ اس نے کہا۔" ہاں" میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہی ہے جو بلند بولا اور بزرگیوں والا ہے۔ فرعون نے اسی وقت حکم دیا کہ تانبے کی جو دیگ بنی ہوئی ہے اسے خوب تپایا جائے اور جب وہ بالکل آگ جیسی ہو جائے تو اس کے بچوں کو ایک ایک کرکے اس میں ڈال دیا جائے۔ چنانچہ وہ گرم کی گئی۔ جب وہ آگ جیسی ہو گئی تو حکم دیا کہ اس کے بچوں کو ایک ایک کرکے اس میں ڈالنا شروع کر دو۔ اس نے کہا بادشاہ ایک درخواست میری منظور کر وہ یہ کہ میری اور میرے بچوں کی ہڈیاں ایک ہی جگہ ڈال دینا۔ فرعون نے کہا۔ تیرے حقوق میرے ذمہ کچھ ہیں اس لئے یہ منظور ہے۔ چنانچہ اور سب بچے اس میں ڈال دیئے گئے اور سب جل کر راکھ ہو گئے تو سب سے چھوٹے بچے کی باری آئی جو ماں کی چھاتی سے لگا ہوا دودھ پی رہا تھا۔ فرعون کے سپاہیوں نے جب اسے گھسیٹا تو اس نیک بندی کی آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا۔ خدا نے اس بچے کو اسی وقت زبان دیدی اور اس نے باآواز بلند کہا اماں جان! افسوس نہ کرو۔ اماں جان ذرہ برابر بھی پس و پیش نہ کرو۔ حق پہ جان دینا ہی سب سے بڑی نیکی ہے۔ چنانچہ انہیں صبر آگیا۔ اسے بھی اس میں ڈال دیا گیا اور آخر میں اس بچے کی ماں کو بھی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ یہ خوشبو کی مہکیں اس کے جنتی محل سے آرہی ہیں۔

آپ نے اس واقعہ کے ساتھ ہی بیان فرما دیا کہ چار چھوٹے بچوں نے گہوارے ہی میں بات چیت کی۔ ایک تو یہی بچہ۔ ایک وہ بچہ جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کی شہادت دی تھی اور ایک وہ بچہ جس نے حضرت جریج ولی اللہ کی پاک دامنی کی شہادت دی تھی اور حضرت عیسیٰ ابن مریم۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ عورتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مردوں نے آپ سے (علم و حکمت میں) ہم سے زیادہ حصہ لیا ہے۔ آپ ہمارے لئے کوئی دن (تعلیم و تربیت) کے لئے مخصوص و متعین فرما دیں۔ آپ نے ایک دن کا وعدہ فرمایا۔ اس میں آپ ان سے ملتے انہیں وعظ یعنی تعلیم و تربیت فرماتے اور صدقہ یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم فرماتے۔

(صحیح بخاری کتاب العلم)

اس حدیث طیبہ سے مسلم خواتین میں علم و حکمت سیکھنے اور اخلاقی تربیت حاصل کرنے کی طلب و جستجو کا پتہ چلتا ہے۔

مکہ مکرمہ میں ایک مدرسہ ہے۔ مدرسہ صولتیہ۔ جس کے بانی حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی ہیں۔ مکہ مکرمہ میں پڑھاتے تھے۔ بچوں کے لئے مدرسہ صولتیہ اس وقت ذرا ایک جھونپڑی میں آپ تشریف فرما تھے۔ صولت النساء بیگم کلکتہ کی ایک نواب زادی حج کو گئی اس زمانے میں حضرت سے کو ملی۔ درخواست کی حضرت میں یہاں کچھ بنانا چاہتی ہوں جس سے میرا نام قیامت تک باقی رہے مجھے اجر ملتا رہے۔ فرمایا یہاں زمین خرید دو۔ مدرسہ بنانے کا ارادہ ہے۔ زمین خرید دی۔ مدرسہ صولتیہ بن گیا۔ اس وقت اگر آپ حجاز تشریف لے جائیں تو آپ کو ہر ادارے میں گورنمنٹ کے اداروں میں جو فاضل ملیں گے وہ صولتیہ کے فاضل ہوں گے۔ علماء، صلحاء وہاں سے پیدا ہوئے۔

صولت النساء بیگم کے نام پر صولتیہ بن گیا

تمام مسلم خواتین سے تمام مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ وہ دینی مدرسے قائم کریں ان کی سرپرستی کریں۔

نہر زبیدہ — جس سے سب حاجی پانی پیتے ہیں۔ غسل کرتے ہیں دھوتے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں۔ منیٰ میں عرفات میں نہر زبیدہ کے پانی سے — یہ نہر کس نے بنوائی؟ ہارون الرشید کی بیوی نے بنوائی۔ اس کی ہڈیاں بھی گل چکی ہوں گی لیکن قیامت تک زبیدہ کا نام باقی رہے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کا جو منبر تھا وہ بھی ایک عورت نے بنوا کر بھیجا تھا جس منبر پر امام الانبیاء نے پہلا خطبہ پڑھا تھا۔ اس منبر کو بنوانے کی سعادت کسے نصیب ہوئی! ایک عورت کو نصیب ہوئی

ایک عورت کا ذکر ہے بخاری میں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی خادمہ تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو تین دن اس کو نہ دیکھا تو پوچھا وہ کہاں گئی سیاہ؟ امرأۃ سوداء (ممکن ہے سودا نام ہو یا رنگ سیاہ ہو) لیکن اس سیاہی پر ہزاروں نور قربان ہوں جس کو پوچھتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ وہ کہاں گئی! عرض کیا اللہ کے نبی وہ تو فوت ہو چکی ہے۔ فرمایا اچھا! پھر! عرض کیا حضورؐ رات کو وصال ہوا تو ہم نے رات کو ہی دفن کر دیا۔ فرمایا مجھے بتاؤ اس کی قبر کہاں ہے؟ (کون تلاش کر رہا ہے قبر کو؟ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) امام الانبیاء وہاں پہنچے ہیں قبر پر دعا کرتے ہیں اور ساتھ کیا یہ فرماتے ہیں کہ یہ قبریں اندھیروں سے پر ہوتی ہیں میری دعا کی برکت سے رب العالمین ان میں روشنی پیدا کر دیتے ہیں۔

۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھر تشریف لے گئے تو دیکھا چھت کے ساتھ ایک رسی باندھی ہوئی تھی۔ پوچھا یہ کیوں تونے باندھی؟ عرض کی اے اللہ کے نبی! رات کو کھڑے ہو کر اللہ کی عبادت کرتی ہوں اگر نیند آجائے تو میں نے یہ حیلہ بنایا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خادمہ کہہ رہی ہے۔ مسلمان خاتون کہہ رہی ہے اللہ کے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں رات کو عبادت کرتی ہوں مجھے جب نیند آتی ہے تو پھر میں نے ایک طریقہ سوچا ہے کہ اپنے سر کے بالوں کو اس رسی کے ساتھ باندھ دیتی ہوں تاکہ مجھے نیند نہ آئے۔ جھک نہ سکوں گر نہ جاؤں۔

پہلی عورتوں کے یہ کام اور یہ درجہ تھا۔ اب عورتوں نے اور کام شروع کر دیئے ہیں۔ اس وقت عورتوں میں شیطان نے ایسے کارنامے شروع کر دیئے ہیں کہ ان کی زندگی کو برباد کر دیا ہے۔ ان میں وفا عصمت اور حیا کا پاس نہیں رہا۔

وہ تجھے کس منزل پہ اور تو کس منزل پہ ہے
شرم سے گڑ جا اگر احساس تیرے دل میں ہے

آج عورتیں چراغ خانہ بننے کی بجائے شمع محفل بن رہی ہیں۔ ظاہری حسن وجمال پہ فریفتہ تہذیب نو کی دلدادہ بے پردگی عریانی اور فیشن کی شیدائی ہیں۔ مادر پدر آزاد ہیں۔ نہ خدا کا خوف نہ رسول کی اطاعت نہ موت کا ڈر نہ مٹی میں مل جانے کا احساس۔ صرف یورپ کی ننگی عورتوں کا فیشن اپنانے کا شوق۔ آج کی عورت نسوانیت سے بیزار ہو چکی ہے اور اگر اس کے بس میں ہو تو وہ آن واحد میں نسوانیت کا چغہ اتار پھینکے۔ یورپی تہذیب نے بے شرمی کی رنگ میں ایسا رنگ دیا ہے کہ اب شیطان مارے ندامت کے منہ چھپا لیتا ہے کہ اب میری ضرورت نہیں رہی۔

نہیں یہ شان خودداری چمن سے توڑ کر تجھ کو
کوئی دستار میں رکھ لے کوئی زیب گلو کر لے
اسی میں دیکھ مضمر ہے کمال زندگی تیرا
جو تجھ کو زینت دامن کوئی آئینہ رو کر لے

عورت قابل تکریم ہے لیکن اس کی تقدیس کے جو پرخچے آج کل اڑائے جا رہے ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔ عورت نے اپنے آپ کو اتنا ارزاں کر دیا ہے وہ عورت جسے چشم فلک بھی کم ہی دیکھتی تھی اب ہر آنکھ کو۔ دعوت نظارہ دے رہی ہیں۔

عورت جب اپنی جسمانی نمائش اس اہتمام سے کرتی ہے کہ برائے نام کپڑوں سے اس کے جسم کا انگ انگ چھلکتا ہوا جام بن کر دعوت دیتا ہے تو مرد سر پھرے ہیں جو اس مفت کی شراب کو منہ نہ لگائیں وہ کیوں نہ نظروں کی سیری کریں وہ کیوں نہ پیچھا کریں۔ کیوں نہ آوازیں کسیں۔ اس کے باوجود بھی لڑکیاں اپنے آپ کو چلتا پھرتا دعوتی اشتہار بنا کے رکھتی ہیں۔ بازاروں میں جائیں تو وہاں صنف نازک کے عریاں چہروں اور نیم عریاں جسموں کا ایک سیلاب نظر آئے گا دفتروں کا رخ کریں تو اپنا کام بھول جائیں گے اور دل نگاہ کی ڈوری کے ذریعے کسی عریاں اور میک اپ سے آلودہ چہرے سے آویزاں ہو چکا ہوگا۔ سڑکوں پر فیشن ایبل نوجوان لڑکیوں کے غول کے غول دعوت نظارہ دے رہے ہوتے ہیں۔

درزی عورتوں کے بدن ناپتا ہے۔ عورت کے بدنوں کی ساخت ناپی جاتی ہے۔ سینہ ناپا جاتا ہے۔ بازو ناپے جاتے ہیں۔ ٹانگیں ناپی جاتی ہیں تاکہ لباس بدن پر فٹ آئے۔ اب بتایئے اس میں شرم باقی رہ جاتی ہے۔ عورتوں نے دوپٹے اڑا دیئے۔ اتار دیئے۔ آج عورت نے قمیص کے پورے بازو کاٹ دیئے۔ حیا کو چھوڑ دیا عورتوں نے۔ سارے لباس کو ایسا بنایا کہ وہ لباس نہیں ہے بلکہ بدن کا بے حیائی کا مظہر ہے۔ بے حیا ہو جانا سب سے بڑا جرم ہے۔ باحیا ہو جانا یہ عورت کا زیور ہے اور سب سے بڑی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ یہ حیا کی جو نعمت ہے یہ سلب نہ کرے جب حیا کی نعمت سلب ہو جاتی ہے تو پھر انسان عذاب الٰہی کا شکار ہو جاتا ہے۔

عورتیں منیار سے چوڑیاں پہنتی ہیں جس کی وجہ سے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا پڑتا ہے یہ بڑی بے ہودہ بات ہے۔ بیوٹی پارلروں میں اب زیادہ تر عورتیں کام کر رہی ہیں۔ پہلے مرد کام کرتے تھے اور وہ عورتوں کی گردن پہ اور گالوں پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ کتنے شرم کی بات ہے۔ جب خدا پوچھے گا میری بندی تو نے لوگوں کے سامنے جانے کے لئے تو لاکھوں روپے اور کتنی سال اپنے بدن کی زیب وزیبائش میں صرف کر دیئے مگر میرے سامنے پیش ہونے کے لئے بھی کچھ وقت نکالا؟

جس قوم کی عورتیں ایسا لباس پہنیں کہ جس سے خواہ مخواہ لوگوں کی نظریں اٹھ جائیں جسے دیکھ کر تہذیب بھی اپنا منہ لے کر رہ جائے جس قوم کی عورتیں اپنے اجسام کے نشیب وفراز کو اجاگر کرنے میں شرم محسوس نہ کریں جس قوم کی عورتیں اپنے چہروں کو غیر مردوں سے نہ چھپائیں اور ننگے منہ بازار نکلنے میں شرم محسوس نہ کریں بلکہ بن ٹھن کر بازاروں میں جائیں وہ اللہ تعالیٰ کی عذاب کی سزاوار کیوں نہ ہو؟۔

جس قوم کی عورتیں بے حیائی فحاشی عریانی اور زنا کو ثقافت سمجھیں اور گناہ کو گناہ نہ سمجھیں۔ فیشن پرستی میں اسلامی تہذیب کو چھوڑ دیں ماں بیٹی کا مقدس رشتہ ختم ہو جائے جابجا ننگی تصویروں کے مظاہرے اور معاشقے ہوں۔ گناہ کی زندگی بسر کرنے پر فخر محسوس کریں وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی سزاوار کیوں نہ ہو؟

سنگین حالات سے عبرت حاصل کرو۔ موت سر پہ کھڑی ہے۔ کل جو حسین چہرے تھے جن کو خوبصورتی پر ناز تھا وہ آج منوں مٹی تلے دبے ہوتے ہیں اسی طرح آج جو عیاشی کر رہے ہیں بدکرداری کر رہے ہیں وہ کل نہیں ہوں گے۔ موت کی ہولناکیوں اور درازدستیوں کا کیا ٹھکانہ؟ جن کا جبرو تشدد آسمان کا جگر چیرتا زمین کا سینہ پھاڑتا اور پہاڑ کی چوٹیوں کو جھنجھوڑتا تھا۔ موت نے ان کو بھی نہیں چھوڑا۔ اس کے آگے کسی کا زور نہیں چلتا۔

گھر کا سربراہ اس بے حیائی بے شرمی فحاشی عریانی۔ بے پردگی کو روکنے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ کہا جاتا ہے کہ مذہبی لوگ ترقی کے دشمن ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں ترقی کس چیز کا نام ہے؟ اگر آوارگی بے حیائی اور بے شرمی کا نام ترقی ہے تو ان ہی لوگوں کو مبارک ہو جو اللہ کی کتاب سے اللہ کے رسول سے اللہ کی شریعت سے برگشتہ ہو کر عصمت وعفت کے دشمنوں کی پیروی کی سعادت سمجھتے ہیں۔

خدا کے فضل سے میاں بیوی دونوں مہذب ہیں
حیا ان کو نہیں آتی انھیں غصہ نہیں آتا

باقی صفحہ ۲۶ پر

ماں باپ کے بارے میں فرمانِ الٰہی

تحریر: زاہدہ حنیف کراچی

فرمانِ باری تعالیٰ

ان اشکرلی ولوالدیک (لقمان: ۱۴) میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کے شکر گزار رہو۔ (۲) فرمان تعالیٰ: لوگ آپ سے پوچھتے ہیں ہم کیا خرچ کریں۔ تم جو مال بھی خرچ کرو۔ پس اس کے پہلے مستحق والدین ہیں۔ (سورۃ البقرہ ۲۱۵) (۳) ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو (بنی اسرائیل) (۴) ارشاد باری تعالیٰ: اور ان سے ادب و احترام کی بات کرو (بنی اسرائیل) (۵) ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور عاجزی و انکساری کے ساتھ ان کے سامنے جھکے رہو (بنی اسرائیل) (۶) ارشاد باری تعالیٰ: اور دعا کرو کہ پروردگار ان دونوں کے حال پر رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں میری پرورش فرمائی تھی۔ (بنی اسرائیل) (۷) ارشاد باری تعالیٰ: اور ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کی تاکید کی ہے (اصل طور پر ماں باپ کے ساتھ کہ) اس کی ماں اس کو تکلیف کے ساتھ اٹھائے پھری اور پیدائش کے وقت دکھ اٹھایا۔ (سورۃ الاحقاف) (۸) اور اگر وہ دونوں تم پر دباؤ ڈالیں کہ تم میرے ساتھ شرک (غیر اسلامی فعل) کرو جس کے لیے تمہارے پاس کوئی علم و دلیل نہیں ہے تو ہرگز ان کا کہنا نہ مانو اور لیکن نیک سلوک کرتے رہو دنیا کی زندگی میں، البتہ پیروی صرف اس کے راستے کی کرو جو میری طرف (اللہ) رجوع ہو پھر میرے ہی پاس تم سب کو پلٹ کر آنا ہے اس وقت میں تم سب کو بتا دوں گا کہ تم کیا کچھ کرتے رہے ہو (ترجمہ لقمان ۱۵)

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا بہترین عمل کون سا ہے جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے سرکار دو عالمؐ نے ارشاد فرمایا وقت پر نماز پڑھنا صحابیؓ نے دوبارہ دریافت کیا اس کے بعد؟ آپؐ نے فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا پھر عرض کیا اس کے بعد؟ ارشاد ہوا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا (بخاری مسلم)

(۲) حضرت عبداللہ بن قیسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جہاد کی اجازت طلب کی آپؐ نے ارشاد فرمایا تیرے ماں باپ زندہ ہیں اس نے اثبات جواب دیا تو آپؐ نے فرمایا ان ہی کی خدمت میں جہاد کا ثواب موجود ہے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف) (۳) جو شخص رزق کی کشادگی اور عمر کی زیادتی کا خواہشمند ہو اس کو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے (احمد) (۴) ایک مرتبہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: جنت ماں باپ کے پاؤں کے نیچے ہے (طبرانی)

(۵) ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کی کوئی خدمت اولاد کے ذمہ ہے؟ ارشاد فرمایا ہاں نماز پڑھنا ماں باپ کے لیے استغفار کرنا اگر والدین نے کسی سے وعدہ کوئی کیا ہو تو اس کو پورا کرنا ماں باپ کے واسطے سے جن لوگوں کی رشتہ داری ہوتی ہے ان سے اچھا سلوک کرنا ماں باپ کے دوستوں کی عزت و اکرام کرنا یہ سب باتیں ماں باپ کے انتقال (موت) کے بعد ان کی خدمت میں شامل ہیں (ابو داؤد) (۶) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی پاکؐ سے کسی نے دریافت کیا کہ نیک سلوک اور اچھے برتاؤ میں کس کو مقدم کرنا چاہیے آپؐ نے ارشاد فرمایا ماں کو سائل نے کہا پھر کس کو فرمایا ماں کو تین مرتبہ ماں کا ذکر کرنے کے بعد حضورؐ نے چوتھی مرتبہ فرمایا باپ کو (بخاری شریف۔ مسلم شریف) (۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ایک بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے میری توبہ ہو سکتی ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ تو ارشاد ہوا اس کے ساتھ اچھا سلوک کر (ترمذی) (۸) کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے نزدیک شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے (بخاری مسلم) (۹) تین شخص ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے ان میں ایک ماں باپ کا نافرمان بھی ہے (احمد) (۱۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بڑے بڑے گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو گالیاں دے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو گالیاں دے؟ ارشاد فرمایا دوسروں کے ماں باپ کو گالی دینا ایسا ہی ہے جیسے اپنے ماں باپ کو گالی دی کیونکہ جب تم دوسروں کے والدین کو برا کہو گے تو یقیناً وہ اس کے انتقام میں تمہارے ماں باپ کو برا کہے گا۔ (مسلم۔ بخاری۔ ابو داؤد) (۱۱) مطیع اور فرمانبردار بیٹا اپنے باپ کی طرف ایک نظر محبت سے دیکھے تو اللہ پاک ایک مقبول حج کا ثواب عطا فرماتے ہیں

(۱۲) ماں باپ کے نافرمان کا فرض اور نفل ایک بھی قبول نہیں ہوتا (ابن عاصم)

چوتھا ستون

میں سمجھنے سے قاصر ہوں کہ مملکت کے چوتھے ستون کو ہو کیا گیا ہے اس کی حرکتیں کچھ ایسی کہ ہر حرکت مملکت تو کیا ملت کو ہلائے دیتی ہے۔

شاید یہ حرکت میں برکت کے فارمولے کو سمجھنے میں غلطی کا نتیجہ ہو مگر ہو سکتا ہے میرے قلم کی اس حرکت کو یہ چوتھا ستون برداشت نہ کر سکے کیونکہ اس ستون کے کل پرزوں کی اپنے بارے میں یہ رائے ہے کہ کسی چیز کو ہر قسم کے عیب سے پاک اور سقم سے محفوظ ہماری عقل سوچ اور ہمارے قلم لکھ سکتے ہیں اور اس فکر کا نتیجہ ہے کہ اپنے مجموعے کا نام مملکت کا چوتھا ستون تجویز کرتے ہیں کہ حکومت کی غلط حرکتوں پر اپنے بصیرت افروز اداریاتی نوٹوں اور مضامین کی بھرمار سے ہم حکومت کی غلط حرکت کی وجہ سے مملکت کی چھت گرنے سے روک لیتے ہیں یہ بجائے خود ایک سوال ہے کہ ارسطو کی عقل اور ابوالکلام کا قلم رکھنے والا چوتھا ستون ہی اگر ہوش کی چھت کو ہلا دینے والی حرکتیں کرنے لگے تو اس کا علاج کیا ہے؟

قارئین امید ہے کہ آپ جانتے ہوں گے کہ مملکت کا چوتھا ستون ہونے کا اعزاز صحافت کو حاصل ہے جس کی اکائیوں کو اخبارات رسائل و جرائد کہتے ہیں ان میں اولیت خبر سے اخبارات کو حاصل ہے ہمارے ہاں کے اخبارات اپنے ناموں کے حوالے سے بڑی دلچسپ شئے ہیں اگر کوئی نیا شخص اس نامعلوم منزل کی تاریک راہوں پر قدم رنجہ فرمانا چاہے؟ تو اس کے لئے سب سے بڑا مسئلہ یہی ہوتا ہے کہ اس کے پرچے کا نام کیا ہو ہمارے ملک کا شاید ہی کوئی اخبار ایسا ہو جو اسم بامسمیٰ ہو اب مثال کے طور پر لاہور سے نکلنے والے روزنامہ پاکستان ہی کو لے لیجئے اس اخبار کے موجدوں نے اس کا نام پاکستان رکھ کر یقیناً یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ ایسا حب الوطنی کے جذبے سے تحت کیا گیا ہے خدا کرے کہ حقیقت اس کے مطابق ہو مگر ہم تو ظاہر ہی کو پیش نظر رکھیں گے کہ شرعی اصول اور ضابطہ بھی یہی ہے۔

ظاہر یہ بتاتا ہے کہ حقیقت اس کے برعکس ہے کیونکہ اتنی بات تو آپ یقیناً جانتے ہوں گے کہ قادیانی پاکستان کے غدار ہیں ان کی پاکستان دشمنی اتنی واضح ہے کہ جس طرح جیسی اسرائیل اور بھارت کی پاکستان دشمنی پر شبہ نہیں ویسے ہی قادیانیوں کی پاکستان دشمنی میں بھی تردد نہیں کیوں؟

اگر میں معاملے کو صرف دعوے کی حد تک محدود رکھوں تو ہو سکتا ہے کہ بعض دوست اسے محض دھڑک ، قرار دیں اس لئے چند جھلکیاں پیش خدمت ہیں۔

(۱) قادیانیوں نے قیام پاکستان کے وقت باؤنڈری کمیشن کے سامنے اپنا کیس پاکستان سے الگ پیش کیا۔

(۲) پاکستان بھارت اور بنگلہ دیش کی تقسیم غیر فطری

ہے ہم کوشش کریں گے کہ پھر ایک ہو جائے۔

(مرزا طاہر کا بیان)

(۳) ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کو لعنتی ملک قرار دیا۔

(۴) قادیانیوں نے ایک سازش کے ذریعہ پاکستان کو شمسی توانائی کے نظام سے محروم کیا۔

(۵) قادیانیوں کے لندن میں ہونے والے سالانہ جلسے میں بھارتی قونصل جنرل کی شرکت اس جلسے میں ہندوستان زندہ باد کے نعرے بھی لگے۔

(۶) ۴ مئی ۱۹۴۷ء کو منعقد ہونے والے مجلس عرفان میں قادیانی خلیفہ کہتا ہے:-

ہندوستان کی تقسیم پر اگر ہم راضی ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے پھر کوشش کریں گے کہ جلد از جلد متحد ہو جائیں۔

(۷) منیر انکوائری رپورٹ کے صفحہ ۱۹۶ پر ہے:-

جب افق عالم پر پاکستان کے آثار ہویدا ہوئے تو قادیانیوں نے بیڑا اٹھایا کہ پاکستان بننے نہیں دیں گے اور بن گیا تو قائم نہیں رہنے دیں گے۔

(۸) سندھ میں افغانستان جیسے حالات پیدا ہو جائیں گے۔

(۱۹۸۸ء میں مرزا طاہر کا بیان)

(۹) قادیانی کتابچہ فارن مشن میں ہے:-

"۱۹۵۶ء میں جب ہمارے مبلغ چودھری محمد شریف جماعت کے ہیڈ کوارٹر (ربوہ) آ رہے تھے تو اسرائیل کے صدر نے پیغام بھیجا کہ جانے سے قبل مجھ سے ملاقات کر لیجئے گا۔"

یہ تو مشتے از خروارے کے طور پر چند ایک چیزیں آپ کی ضیافت طبع کے لئے پیش کی گئیں ورنہ یہاں تو کیفیت یہ ہے کہ "ایں خانہ ہمہ آفتاب است"۔ یہ تو ہوئے ان کے وہ کارنامے جو غداری وطن کے زمرے میں آتے ہیں اب آئیے ان کی مذہبی حیثیت کی جانب۔

چونکہ قادیانی مرتد ہیں اور مرتد کے لئے اسلام سزائے موت تجویز کرتا ہے بنا بریں ان کو زندہ رہنے تک کا حق حاصل نہیں اگر پاکستان اسلامی ملک ہوتا تو اعلیٰ حکومتی عہدوں پر براجمان ہونا تو دور کی بات آپ کو قادیانی نظر ہی نہ آتے۔

معاملہ غیر مسلم ہونے کا نہیں کیونکہ غیر مسلم کی جان اور مال کے تحفظ کی تو اسلام ضمانت دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدود و قصاص میں بھی مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی غیر مسلم ذمی کو عمداً قتل کر دے تو اس قاتل کو اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا اور اگر ایسا سہواً ہو جائے تو پھر دیت ادا کرنی ہوتی ہے اب اگر قادیانی محض غیر مسلم ہوتے تو پھر ہم ان کے لئے سزائے موت کی تجویز پر گفتگو نہ کرتے اگر کرتے بھی تو پھر توہین رسالت اور اس نوعیت کے دیگر امور کے حوالے سے

عقل اور خرد کی دنیا میں جب بھی حقوق کی بات کی جاتی ہے تو عام حقوق کی بات اس شخص کے لئے ہوا کرتی ہے جسے حقوق کی بنیاد یعنی زندگی کا حق حاصل ہو تب دیگر انواع و اقسام کے حقوق پر گفتگو ہو سکتی ہے اگر کسی کو اسلام

زندہ رہنے کا حق ہی نہیں دیتا تو ایسے لوگوں کو روزنامہ پاکستان اپنے صفحات پر آنے کا حق کس ضابطے اور قانون کے تحت دیتا ہے جبکہ ایسے لوگ مرتد ہونے کی بنا پر بھی نہیں بلکہ پندرہ لاکھ شہداء کو تہہ تیغ کروانے اور ان کے خون کے سمندر سے گزر کر حاصل کئے جانے والے پاکستان سے غدار ہونے کی بنا پر بھی یہ کسی قسم کے حقوق مانگنے کے مجاز نہیں۔

اور طرفہ تماشا یہ ہے کہ لاہور سے نکلنے والے وطن عزیز کے نام سے موسوم اخبار یعنی روزنامہ پاکستان اپنی ۲ اگست ۱۹۹۲ء کی اشاعت میں قادیانیوں کو ”شعائر اسلامی کا تحفظ چند سوالات“ کے عنوان سے اپنے ایسے حقوق کے حصول کی بات کرنے کا حق دیتا ہے جن کے وہ کسی طور پر بھی حقدار نہیں مجھے روزنامہ پاکستان کے ارباب قلم سے کوئی عناد ہے اور نہ ہی کسی قسم کا حسد لیکن مسئلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی ترجمانی کا ہے صرف اسی پر بس نہیں بلکہ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۹۲ء کی اشاعت میں ڈاکٹر جمیل نیازی اپنے کالم ”جمال تخیل“ میں مسلمانوں کے قلوب میں دجل پھیلاتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”قائد اعظم سچا عاشق رسول تھا کہ اس کی صفات میں محمد ﷺ کے کمالات کا عکس موجود تھا“

یہ تو ڈاکٹر جمیل نیازی کے الفاظ ہیں اب آیئے ذرا میں آپ کو مرزا غلام قادیانی کی کتب کے مجموعے روحانی خزائن کے ریگستان کی سیر کراؤں مرزا غلام قادیانی لکھتا ہے:-

”وہ اور بہ بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں“

(روحانی خزائن ص ۲۱۲ ج ۱۸)

اب خدارا ذرا انصاف سے کہیئے کیا ڈاکٹر جمیل نیازی نے اسی کفر اور دجل کو قائد اعظم کے لئے لکھ کر حد درجہ [illegible] کا مظاہرہ نہیں کیا؟

ڈاکٹر جمیل نیازی نے یہ الفاظ لکھ کر در حقیقت اس فریب کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ مرزا کے الفاظ کو قائد اعظم کے لئے لکھ کر انتظار کیا جائے کہ اس پر کوئی کچھ کہتا ہے کہ نہیں اور جب ہر سو خاموشی چھا جائے تو پھر ہم کہیں کہ کیا وجہ ہے کہ اگر یہ الفاظ مرزا اپنے لئے استعمال کرے تو علماء شور مچاتے اور کفر کے فتوے لگاتے ہیں اگر ایسا قائد اعظم کیلئے ہو تو برہم ہوسکتے؟

آیئے میں آپ کو بتاؤں کہ ڈاکٹر جمیل نیازی کی تحریر میں گڑبڑ کیا ہے۔

اگر کوئی شخص آئینے کے سامنے کھڑا ہو تو آئینے میں عین اس کا عکس نظر آئے گا یعنی جن صفات و کمالات کے ساتھ وہ آئینے کے سامنے جایا جائے گا ہو بہو ان کا عکس آئینے میں نظر آئے گا۔

اب قائد اعظم میں کمالات محمدیہ کے عکس کا بھی یہی مطلب ہوا کہ جو جو کمالات حضور ﷺ کو حاصل تھے وہ اسی شکل و صورت میں قائد اعظم میں بھی موجود تھے کیونکہ عکس میں وہی چیز نظر آتی ہے جو اصل میں ہوا کرتی ہے اب کسی بھی قسم کے تعصب سے بالاتر ہو کر فرمایئے یہ کفر اور صرف کفر نہیں تو اور کیا چیز ہے؟

باقی صفحہ ۲۶ پر

نہ وہ جذبۂ عمل ہے نہ وہ ذوقِ پارسائی

عزیز بگھروی

کہیں شورشِ ہوس تھی کہیں جبر کی خدائی
ترے دم سے غم زدوں کو ملی ظلم سے رہائی

تھا جو مختلف سماجوں میں بٹا ہوا زمانہ
ترے فکرِ خوش گہر نے اسے بخشی اکائی

مری گفتگو کا حاصل مری خامشی کا منظر
ترے غم کی پاسداری ترے نام کی بڑائی

مرا حرف حرف چمکے مہ و آفتاب بن کر
جو ملے تری نظر سے مجھے اذنِ لب کشائی

وہی مشکلوں کا حل ہے جو بتا دیا ہے تو نے
اسی ناخنِ یقیں سے کریں ہم گرہ کشائی

خم و پیچ زندگی سے وہ گزر گئے سلامت
جنہیں ہر قدم پہ حاصل رہی تیری رہنمائی

کہاں آ گئے ہیں آقا ترا نام لینے والے
نہ وہ جذبۂ عمل ہے نہ وہ ذوق پارسائی

مرا ان سے ہے تعلق جنہیں تجھ سے ہے محبت
جنہیں تجھ سے ہے عداوت مری ان سے ہے لڑائی

کبھی اپنی بارگہ میں اسے باریاب کرنا
کہ عزیز بگھروی پر ہے گراں تری جدائی

سرورِ کائنات کی زندگی

عابدہ ریاض

"لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ"

ترجمہ:۔ تمہارے لیے رسول خدا کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

خوف خدا:۔ خوف خدا کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر روتے آہیں بھرتے ایک دفعہ جب سورج گرہن پڑا تو نماز صفوف کے درمیان آہیں بھرتے اور فرماتے تھے خدایا تو نے وعدہ کیا ہے کہ میرے ہوتے لوگوں پر عذاب نازل نہیں کرے گا۔

تذکیر موت:۔ ابی ابن کعب بیان فرماتے ہیں کہ آخیر رات میں باآواز بلند فرمایا اے لوگو خدا کو یاد کرو زلزلہ آ رہا ہے موت اپنے سامان کے ساتھ آ پہنچی (مشکوٰۃ) ایک بار ایک جنازہ میں شریک تھے قبر کھودی جا رہی تھی قبر کے کنارے بیٹھ گئے اور اس قدر روئے کہ آنسوؤں سے زمین نم ہو گئی پھر فرمایا لوگو اس دن کے لیے سامان تیار کر رکھو۔ (ابن ماجہ)

ذکر الٰہی:۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوامی طور پر خدا کی یاد میں مصروف رہتے تھے اٹھتے بیٹھتے جاگتے چلتے پھرتے کھاتے پیتے وضو کرتے نیا لباس زیب تن فرماتے سفر میں جاتے اور واپس آتے مسجد میں جاتے یا گھر واپس تشریف لاتے غرض کہ ہر حال میں خدا کی یاد سے زبان مبارک تر رہتی (ابوداؤد)

سادگی:۔ گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتے گھر میں صفائی خود کرتے مویشی کو چارہ خود ڈالتے اونٹ باندھ دیتے بکری کا دودھ دھوتے بازار جا کر خرید و فروخت کرتے ہر ادنیٰ و اعلیٰ خورد و کلاں کو سلام میں سبقت فرماتے رات دن کا لباس ایک رکھتے دعوت قبول فرماتے جو سامنے آتا کھا لیتے رات کے کھانے میں صبح کے لیے اور صبح کے کھانے میں شام کے لیے اٹھا نہ رکھتے ہر ایک پر رحم فرماتے۔ کسی سے امید نہ رکھتے (امام غزالی)

لباس میں خاص اہتمام نہ ہوتا عام لباس چادر قمیض اور تہبند تھی پاجامہ کبھی استعمال نہ فرمایا۔ (ابوداؤد)

پھٹے پرانے کپڑے سی لیتے جوتا ٹوٹ جاتا خود گانٹھ لیتے اکثر ایسا ہوتا کہ مجلس سے اٹھ کر ننگے پاؤں گھر تشریف لے جاتے اور روز روز کنگھا کرنا ناپسند فرماتے تھے۔ ایک دن درمیان میں چھوڑ کر کنگھا کرتے اٹھتے بیٹھتے کھانا پینا چلنے پھرنے میں خاص تکلف نہ تھی۔ جو مل کھا لیتے۔ جو میسر آتا پہن لیتے زمین پر جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے

شکر:۔ کارِ نبوت کے ساتھ عبادت کا یہ حال تھا کہ آپ سب سے زیادہ عبادت گزار تھے جب صحابہ آپ کی اس حالت کو دیکھتے کہ شب بیداری اور طویل قیام کے باعث آپ کے پائے مبارک ورم کر آئے تو کہتے یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو گناہوں سے معصوم کیا ہے اور آپ سے اپنی رضا و بخشش کا وعدہ کیا ہے پھر آپ سے اپنی مشقت کیوں برداشت فرماتے ہیں۔ جواب میں فرماتے کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں (بخاری)

شجاعت:۔ ایک دفعہ مدینہ میں شور ہوا کہ دشمن آ گئے سب سے پہلے جو شخص آگے بڑھ کر نکلا وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ (بخاری)

حفظانِ صحت کا اہتمام:۔ رات کو جلد سو جانے اور کھانا کھاتے سو جانے سے منع فرماتے تقلیل غذا کی ہدایت فرماتے پھلوں ترکاریوں کا استعمال ان کی مصلح چیزوں کے ساتھ فرماتے متعدی امراض سے بچنے اور تندرستوں کو محتاط رہنے کا حکم دیتے بیمار کو طبیب حاذق سے علاج کرانے کا حکم دیتے اور پرہیز کا حکم فرماتے۔ نادان طبیب کو طبابت سے منع کرتے حرام اشیاء کو بطور دوا استعمال کرنے سے منع کرتے (زاد المعاد)

انسانِ کامل

حافظ احسان الرحمٰن عابد

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اس کے بعد اولادِ آدم میں ہابیل و قابیل کے پیدا ہونے سے خیر و شر نیکی و بدی نے بھی جنم لیا ان میں ایک قاتل اور دوسرا مقتول ایک ظالم دوسرا مظلوم ٹھہرا یا اس طرح نیکی و بدی کی طاقتوں کی جنگ کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا جو آج تک جاری ہے

اگر ہم تاریخ پر نظر ڈالیں تو انسان کو انسان بنانے کی کوشش میں بڑے بڑے واعظ آتش بیان خطیب فلسفی بادشاہ اور حکمرانوں کے گروہ نظر آتے ہیں جنہوں نے تہذیب و تمدن میں عظیم انقلاب برپا کیے لیکن جب ان کے کارناموں اور تاریخ پر گہری نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں تو خیر و فلاح میں ترقی جزوی ہی نظر آتی ہے انبیائے کرام کے سوا کوئی مفکر تاریخ میں ایسا نہیں ملتا جو پورے کے پورے انسان کو اندر سے بدل سکا ہو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ آپ کی دعوت نے انسانیت کو اندر سے بدل کر رکھ دیا یہ وہ دور تھا جب کہ پوری کی انسانیت تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی وحشت، شرک بت پرستی ظلم و ستم غرضیکہ کوئی ایسی برائی باقی نہ تھی جو کہ ان میں بدرجہ اتم موجود نہ تھی، مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ کی دعوت نے زندگی کے ہر شعبہ میں ذہنی انقلاب پیدا کر دیا خیالات بدل گئے۔ الغرض تمدن کے ہر ہر شعبہ کی کایا پلٹ گئی۔ یہ تبدیلی اتنی ہمہ گیر تھی کہ ہر طرف خیر ہی خیر فلاح ہی فلاح اور تعمیر ہی تعمیر نظر آتی تھی شر فساد اور بگاڑ پیدا کرنے والوں نے ہتھیار ڈال دیئے تھے

باقی صفحہ ۲۴ پر

قادیانی زلزلہ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

اپریل ۱۹۰۵ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اس مضمون کے پے در پے اشتہار دیئے کہ عنقریب قیامت کا زلزلہ آنے والا ہے۔ ان کے اشتہارات کا جو مجموعہ ربوہ سے شائع ہوا ہے۔ اس سلسلے کا پہلا اشتہار ۸ اپریل ۱۹۰۵ء کا "الانذار" کے عنوان سے ہے اس میں لکھتے ہیں:۔

"غور سے پڑھو! یہ خدا تعالیٰ کی وحی ہے"

"آج رات تین بجے کے قریب خدائے تعالیٰ کی پاک وحی مجھ پر نازل ہوئی جو ذیل میں لکھی جاتی ہے: تازہ نشان۔ تازہ نشان کا دھکا زلزلۃ الساعۃ قوا انفسکم۔ ان اللہ مع الابرار جاء الحق وزھق الباطل۔

ترجمہ مع شرح: یعنی خدا ایک تازہ نشان دکھائے گا۔ مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکا لگے گا۔ وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا۔"

(مجموعہ اشتہارات ص ۵۲۲ ج ۳)

۱۸ اپریل کو "النداء من وحی السماء" نامی اشتہار میں لکھتے ہیں:۔

"۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے ایک سخت زلزلہ کی خبر دی ہے جو نمونہ قیامت اور ہوش ربا ہوگا۔ چونکہ دو مرتبہ مکرر طور پر اس علیم مطلق نے اس آئندہ واقعہ پر مجھے مطلع فرمایا ہے۔ اس لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ عظیم الشان حادثہ جو محشر کے حادثہ کو یاد دلا دے گا دور نہیں ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم (مابعد) ص ۵۲۶)

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا ملہم مرزا قادیانی کو بار بار زلزلہ قیامت کی خبر دے رہا تھا۔ اور مرزا قادیانی اشتہار پر اشتہار جاری کر رہے تھے۔ چنانچہ ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو آپ نے "زلزلہ کی خبر بار سوم" کا پھر اشتہار دیا، اس میں لکھتے ہیں:۔

"آج ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے دوسری مرتبہ کے زلزلہ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی ہے سو میں محض ہمدردی مخلوق کے لئے عام طور پر تمام دنیا کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے کہ ایک شدید آفت سخت تباہی ڈالنے والی دنیا پر آوے گی۔ جس کا نام خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ رکھا ہے۔

(مجموعہ اشتہارات ص ۵۲۵۔ ج ۳)

۱۱ مئی ۱۹۰۵ء کو مرزا قادیانی نے "ضروری گزارش لائق توجہ گورنمنٹ" کے عنوان سے ایک اور اشتہار جاری کیا۔ جس کے مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ زلزلہ کے پے در پے اشتہار لوگوں میں سنسنی پھیلانے کے لئے نہیں بلکہ محض ہمدردی مخلوق کی خاطر شائع کئے گئے ہیں۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں:۔

"جس آنے والے زلزلہ سے میں نے دوسروں کو ڈرایا ان سے پہلے آپ ڈرا۔ اب تک قریباً ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں میں واپس قادیان نہیں گیا۔ کیوں کہ مجھے معلوم نہیں کہ وقت کب آنے والا ہے۔ میں نے اپنے مریدوں کو بھی اپنے اشتہارات میں بار بار یہی نصیحت کی کہ جس کی مقدرت ہو اسے ضروری ہے کہ کچھ مدت خیموں میں باہر جنگل میں رہے۔ اور جو لوگ بے مقدرت ہیں وہ دعا کرتے رہیں کہ خدا اس بلا سے ہمیں بچاوے، پس میری نیک نیتی پر اس سے زیادہ کون گواہ ہو سکتا ہے کہ اسی خیال سے میں مع اہل و عیال اور تمام جماعت کے جنگل میں پڑا ہوں، اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہوں۔ حالانکہ قادیان طاعون سے بالکل پاک ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات ص ۵۴۰ ج ۳)

مرزا قادیانی جنگل کی زندگی سے اکتا گئے تو نہ صرف جنگل سے واپس قادیان چلے آئے بلکہ کچھ عرصہ کے لئے زلزلہ خیز اشتہارات کا سلسلہ بھی بند کر دیا اور خدا کی مخلوق نے اطمینان کا سانس لیا۔

۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کو کوہستانی علاقوں میں زلزلہ کے جھٹکے محسوس کئے گئے تو مرزا قادیانی کے ملہم کی رگ زلزلہ پھر پھڑکی۔ وہ مرزا قادیانی کو از سر نو "زلزلہ قیامت" کی پیش گوئی کے لئے انگیخت کرنے لگا۔ اور مرزا قادیانی نے اشتہار بازی کا سلسلہ پھر شروع کر دیا۔

۲ مارچ ۱۹۰۶ء کے اشتہار میں لکھتے ہیں:۔

"آج یکم مارچ ۱۹۰۶ء کو صبح کے وقت پھر خدا نے یہ وحی میرے پر نازل کی، جس کے یہ

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح

اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے

سنارا جیولرز

آسمانوں کی زینت ستارے
خواتین کی زینت زیورات

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲

فون نمبر: ۲۳۵۰۸۰

الفاظ ہیں "زلزلہ آنے کو ہے۔" اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ وہ زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہے وہ ابھی آیا نہیں۔ بلکہ آنے کو ہے"

(مجموعہ اشتہارات ص ۵۸۴ ج ۳)

۹ مارچ ۱۹۰۶ کو "اشتہار واجب الاظہار" میں .... اور ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ کو ایک نظم میں مرزا قادیانی نے پھر زلزلہ کی آمد آمد کا اعلان کیا۔

مرزا قادیانی کے ان پے در پے الہامات اور اشتہارات میں قطعی یقین دلایا گیا کہ دنیا میں ایک سخت ترین زلزلہ آئے گا، لیکن اس پیش گوئی میں دو باتیں تشریح طلب تھیں۔ ایک یہ کہ زلزلہ سے کیا مراد ہے؟ دوسرے یہ کہ اس زلزلہ کی آخری میعاد کیا ہے؟ یہ سوال خود مرزا قادیانی کے سامنے پیش کیا گیا۔ اور ہم ممنون ہیں کہ مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں اس کا شافی جواب بھی مرحمت فرمایا، سوال یہ تھا کہ:-

"جناب مقدس مرزا صاحب نے دوبارہ زلزلہ آنے کی خبر دی ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ مجھے علم نہیں دیا گیا کہ وہ کوئی زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے۔ اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب ہوگا۔"

(روحانی خزائن ص ۲۵۲ ج ۲۱)

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۹۱ جلد ۵)

اس کے جواب میں مرزا قادیانی نے جو کچھ تحریر فرمایا اس کے چند فقرے حسب ذیل ہیں:-

"الف:- .... آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیش گوئی کی گئی ہے وہ کوئی معمولی پیش گوئی نہیں۔ اگر وہ آخر کو معمولی بات نکلی یا میری زندگی میں اس کا ظہور نہ ہوا تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔"

(ص ۹۲ خزائن ص ۲۵۳ ج ۲۱)

"ب:- .... مجھے خدا تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہ آفت جس کا نام اس نے زلزلہ رکھا ہے نمونہ قیامت ہوگا۔ اور پہلے سے بڑھ کر اس کا ظہور ہوگا اس میں کچھ شک نہیں کہ اس آئندہ کی پیش گوئی میں بجائے پہلی پیش گوئی کی طرح بار بار زلزلہ کا لفظ ہی آیا ہے۔ اور کوئی لفظ نہیں آیا۔ اور ظاہری معنوں کا بہ نسبت تاویلی معنوں کے زیادہ حق ہے"

(ص ۹۳، خزائن ص ۲۵۴ ج ۲۱)

"ج:- .... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ زلزلہ تیری ہی زندگی میں آئیگا اور اس زلزلہ کے آنے سے تیرے لئے فتح نمایاں ہوگی۔ اور ایک مخلوق کثیر تیری جماعت میں داخل ہو جائے گی۔"

(ص ۹۳ خزائن ص ۲۵۴ ج ۲۱)

"د:- .... اب ذرا کان کھول کر سن لو کہ آئندہ زلزلہ کی نسبت جو میری پیش گوئی ہے اس کو ایسا خیال کرنا کہ اس کے ظہور کی کوئی بھی حد مقرر نہیں کی گئی یہ خیال سراسر غلط ہے کہ جو محض قلت تدبر اور کثرت تعصب اور جلد بازی سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ بار بار وحی الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پیش گوئی میری زندگی میں اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کے لئے ظہور میں آئے گی۔ اور اگر وہ صرف معمولی بات ہے جس کی نظیر آگے پیچھے صدہا موجود ہوں اور کوئی ایسا خارق عادت امر نہ ہو جو قیامت کے آثار ظاہر کرے تو پھر میں خود اقرار کرتا ہوں کہ اس کو پیش گوئی مت سمجھو اس کو بقول اپنے تمسخر ہی سمجھ لو۔

اب میری عمر ستر برس کے قریب ہے اور تیس برس کی مدت گزر گئی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسی برس کی ہوگی۔ اور یا کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم۔ پس اس صورت میں اگر خدا تعالیٰ نے اس آفت شدیدہ کے ظہور میں بہت ہی تاخیر ڈال دی تو زیادہ سے زیادہ سولہ سال ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں، کیونکہ ضرور ہے کہ یہ حادثہ میری زندگی میں ظہور میں آجائے۔"

(ص ۹۷ خزائن ص ۲۵۸ ج ۲۱)

"ہ:- .... ظاہر الفاظ وحی سے زلزلہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ اور اغلب اکثر یہی ہے کہ وہ زلزلہ ہے۔ اور پہلا زلزلہ اس پر شہادت بھی دیتا ہے۔ اور قرآن شریف کی یہ آیت بھی اس کی مؤید ہے کہ یوم ترجف الراجفۃ تتبعھا الرادفۃ۔"

(ص ۹۹ خزائن ص ۲۶۱ ج ۲۱)

مرزا قادیانی کی ان تصریحات سے بات صاف ہو گئی کہ:-

(۱) .... پیش گوئی میں زلزلہ سے زلزلہ ہی مراد ہے۔ قرآن کی نص قطعی بھی بقول مرزا قادیانی کے اس کی مؤید ہے۔

(۲) .... اس زلزلہ کا آنا قطعی اور یقینی ہے۔

(۳) .... اس زلزلہ کا مرزا قادیانی کے زندگی میں آنا ضروری ہے۔

(۴) .... اس زلزلہ کا مرزا قادیانی کے ملک ہی میں آنا ضروری ہے۔ کسی دوسرے ملک کا زلزلہ اس پیش گوئی کا مصداق نہیں ہو سکتا۔

(۵) .... اگر یہ زلزلہ مندرجہ بالا صفات کے ساتھ نہ آئے تو مرزا قادیانی چیلنج کرتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ مفتری اور کذاب ہیں...

.... بہت خوب۔

نتیجہ

اب ناظرین بڑی بے چینی سے منتظر ہوں گے کہ مرزا قادیانی کی اس عظیم مقصدیانہ پیش گوئی کا نتیجہ کیا نکلا؟ آہ! اس کا جواب بہت ہی مایوس کن ہے۔ سنئے! براہین احمدیہ حصہ پنجم مرزا قادیانی کی آخری عمر کی تصنیف ہے۔ جو ان کی وفات کے پونے پانچ مہینے بعد شائع ہوئی۔

مرزا قادیانی کی تاریخ وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء (براہین احمدیہ حصہ پنجم کی تاریخ اشاعت ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۸ء)

پیش گوئی کا نتیجہ ظاہر ہے کہ جس دن کتاب چھپ کر لوگوں کے ہاتھ میں پہنچی۔ اور انہوں نے اس میں مرزا قادیانی کی یہ تحریر پڑھی کہ:-

"آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیش گوئی کی گئی ہے اگر اس کا ظہور میری زندگی میں نہ ہوا تو میں خدا کی طرف سے نہیں"

(ص ۹۲ خزائن ص ۲۵۳۔ ج ۲۱)

اس دن مرزا قادیانی کو قبر میں پہنچے ہوئے پورے پانچ مہینے گزر چکے تھے، "نہ رہے بانس، نہ بجے بانسری" نہ مرزا قادیانی زندہ ہوں، نہ ان کی زندگی میں زلزلہ آئے، نہ پیش گوئی پوری ہو۔ مرزائی امت میں بڑے بڑے لوگ موجود ہیں جو اپنی لفاظی سے دن کو رات اور رات کو دن بنا سکتے ہیں۔ مگر کیا کسی بڑے چھوٹے مرزائی کے بس میں ہے کہ وہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی کو صحیح ثابت کر سکے؟ تمام مرزائی مل کر بھی اس کو صحیح ثابت نہیں کر سکتے۔ کیا کوئی مرزائی بتا سکتا ہے کہ یہ زلزلہ قیامت براہین احمدیہ پنجم کے بعد مرزا قادیانی کی زندگی میں کب آیا؟ اگر نہیں بتا سکتے اور قیامت تک نہیں بتا سکتے تو کیا مرزائی امت میں کوئی صاحب انصاف و بصیرت ہے جو مرزا قادیانی کے اس قول کو سچا تسلیم کرے کہ:-

"آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیش گوئی کی گئی ہے اگر میری زندگی میں اس کا ظہور نہ ہوا تو میں خدا کی طرف سے نہیں"

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص ۹۲ خزائن ص ۲۵۳

جلد نمبر ۲۱)

ایک مردِ مومن کی پیشگوئی

مرزا غلام احمد قادیانی کا انجام آپ نے دیکھ لیا اب اس کے مقابلہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ایک مرد قلندر کی پیش گوئی بھی سن لیجئے۔ جناب ملا محمد بخش حنفی سیکریٹری انجمن حامی اسلام لاہور نے پیش گوئی کی تھی کہ مرزا قادیانی کی زلزلہ کے بارے میں پیش گوئی پوری نہیں ہوگی۔ اور مرزا اس پیشگوئی میں بھی ذلیل و رسوا ہوگا۔ لطیفہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ان کی پیش گوئی اپنے ایک اشتہار میں نقل کی تھی۔ جو مرزا قادیانی کے مجموعہ اشتہارات میں اب بھی موجود ہے۔ ملا صاحب لکھتے ہیں:-

"میں آج ۹ مئی ۱۹۰۵ء کو اس امر کا بڑے زور اور دعوٰی سے اعلان کرتا ہوں اور تمام لوگوں کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ خوفناک اور بجھے ہوئے دلوں کو اطمینان اور تسلی دیتا ہوں قادیانی نے ۵۔۸۔۲۱ اور ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء کے اشتہاروں اور اخباروں میں جو لکھا ہے کہ ایک سخت زلزلہ زلزلہ آئے گا جو ایسا شدید اور خوفناک ہوگا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا۔ کرشن قادیانی زلزلہ کی آمد کی تاریخ یا وقت نہیں بتلاتا۔ مگر اس امر پر بہت زور دیتا ہے کہ زلزلہ ضرور آئے گا۔ اس لئے میں ان بھولے بھالے سادہ لوح آدمیوں کو، جو قادیانی کی طرف سے لفاظیوں اور اخباری رنگ آمیزیوں سے خوفناک ہو رہے ہیں۔ بڑے زور سے اطمینان اور تسلی دیتا ہوا خوشخبری سناتا ——— ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے شہر لاہور وغیرہ میں یہ قادیانی زلزلہ ہرگز نہیں آئے گا! نہیں آئیگا! اور نہیں آئے گا!! اور آپ ہر طرح اطمینان اور تسلی رکھیں۔ مجھے یہ خوشخبری حقیقی نور الٰہی اور کشف کے ذریعہ سے دی گئی ہے۔ جو انشاء اللہ بالکل ٹھیک ہوگی۔ میں مکرر سہ کرر کہتا ہوں اور اس نور الٰہی سے جو مجھے بذریعہ کشف دکھایا گیا ہے، مستفیض ہوکر اور اس کے اعلان کی اجازت پاکر ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ قادیانی ہمیشہ کی طرح اس زلزلہ کی پیش گوئی میں بھی ذلیل اور رسوا ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ حضرت خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے اپنی گنہگار مخلوق کو اپنے دامن عاطفت میں رکھ کر اس ناگہانی آفت سے بچائے گا اور کسی فرد بشر کا بال بیکا نہ ہوگا۔"

ملا بخش حنفی سیکریٹری انجمن حامی اسلام۔ لاہور۔

(مجموعہ اشتہارات ص ۵۰۱ ج ۳ مطبوعہ ربوہ)

داد انصاف دیجئے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ادنیٰ امتی کی پیشگوئی کیسی سچی نکلی۔ اور آج اس پیشگوئی پر ستر۔ سال گزر رہے ہیں مگر اس کی سچائی آج بھی آفتاب کی طرح چمک رہی ہے۔ کیا مرزائی مرزا غلام احمد کو چھوڑ کر آنحضرت ﷺ پر ایمان لائیں گے؟

واللّٰہ الموفق لکل خیر وسعادۃ۔

محمد یوسف لدھیانوی

خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان۔

سلا پرورش بچپن میں جن لوگوں نے کی سرکار کی
ان میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سعدیہ شیما بھی ہیں
ہیں جو لبابہ لطلب بنت اسد رضی اللہ عنہا اور عاکہ رضی اللہ عنہا
ام ایمن رضی اللہ عنہا ابو طالب بھی ہیں بالکل بھی ہیں

ماہنامہ
الہادی
مدیر مسئول: حافظ مشتاق احمد عباسی

الہادی نخود پڑھیں دوسروں کو پڑھائیں اور ملی تحریری شعور بیدار فرمائیں جزاکم اللہ

قیمت فی شمارہ ۸ روپے، سالانہ ۹۰ روپے

رابطہ کیلئے
ادارہ صدیقیہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ مبارک
اور مرزا قادیانی کا اعتراض

مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ

۱۔ مرزا قادیانی کی کتاب "تحفہ گولڑویہ" (مطبوعہ ۱۹۱۲ء مطبع ضیاء الاسلام قادیان) کے صفحہ ۲۲۲، ۲۲۳ پر لکھا ہے:۔

"صحیح بخاری میں جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ سرخ رنگ لکھا ہے جیسا کہ عام طور پر شامی لوگوں کا ہوتا ہے۔ ایسا ہی ان کے بال بھی خمدار لکھے ہیں۔ مگر آنے والے مسیح کا رنگ ہر ایک حدیث میں گندم گوں لکھا ہے اور بال سیدھے لکھے ہیں اور تمام کتاب میں یہی التزام کیا ہے کہ جہاں کہیں حضرت عیسیٰ نبی علیہ السلام کے حلیہ لکھنے کا اتفاق ہوا ہے تو ضرور ربالالتزام اس کو احمر یعنی سرخ رنگ لکھا ہے اور اس احمر کے لفظ کو کسی جگہ چھوڑا نہیں اور جہاں کہیں آنے والے مسیح کا حلیہ لکھنا پڑا ہے تو ہر ایک جگہ بالالتزام اس کو آدم یعنی گندم گوں لکھا ہے یعنی امام بخاریؒ نے جو لفظاً آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھے ہیں جس میں ان دونوں مسیحوں کا ذکر ہے وہ ہمیشہ اس قاعدہ پر قائم رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ نبی اسرائیل کے لئے احمر کا لفظ اختیار کیا ہے اور آنے والے مسیح کی نسبت آدم یعنی گندم گوں کا لفظ اختیار کیا ہے۔ پس اس التزام سے جس کو کسی جگہ صحیح بخاری کی حدیثوں میں ترک نہیں کیا گیا بجز اس کے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عیسیٰ ابن مریم نبی اسرائیل اور تھا اور آنے والا مسیح جو اس امت میں سے ہوگا اور ہے ورنہ اس بات کا کیا جواب ہے کہ تفریق حلیتین کا پورا التزام کیوں کیا گیا"۔

۲۔ حکیم خدا بخش صاحب مرزائی اپنی کتاب عسل مصفیٰ کے حصہ اول کے صفحہ ۵۰۸ پر لکھتے ہیں:۔

"جب انبیاء سابقین کی ذیل میں مسیح علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے تو ان کا حلیہ یوں ذکر کیا ہے کہ وہ سرخ رنگ، گھونگر والے بال اور فراخ صدر ہیں اور جب کبھی مسیح کو دجال کے ساتھ بیان کیا ہے تو اس کا حلیہ الگ ظاہر کیا ہے۔ یعنی وہ گندم گوں ہے بال سیدھے لٹکے ہوئے اور میانہ قد ہیں جس سے صاف عیاں ہے کہ بخاری کے نزدیک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیال میں دو الگ شخصوں سے مراد ہے جو ایک ہی نام سے موسوم کئے گئے ہیں"۔

(نیز دیکھو کتاب مسک العارف صفحہ ۳۴ اور کتاب تبلیغ ہدایت حصہ اول صفحہ ۴۹)

قادیانی اعتراض کا جواب

خدا کے فضل و کرم کے ساتھ ذیل میں مندرجہ بالا قادیانی اعتراض کا جواب بطریق احسن لکھا جاتا ہے سب سے پہلے یہ بتایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آنے والے مسیح قاتل دجال کے حلیہ میں کوئی فرق نہیں ہے

(۱) صحیحین کی حدیثیں۔

مسیح ناصری کا حلیہ

صحیح بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۵۹۔ فتح الباری پارہ ۱۳ صفحہ ۱۹۹۔ عمدۃ القاری جلد ۷ صفحہ ۲۲۹۔ ارشاد الساری جلد ۵ صفحہ ۴۷۰۔ صحیح مسلم شریف جلد اول کے صفحہ ۹۴ پر لکھا ہے:۔

(ترجمہ) حضرت ابوالعالیہؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھا میں نے شب معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک مرد ہیں گندم گوں دراز قد بدن کے سخت اور مضبوط۔ گویا کہ وہ (یعنی حضرت موسیٰ) قبیلہ شنوہ کے مردوں میں سے ہیں اور دیکھا میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک مرد متوسط پیدائش مائل بسرخی وسفیدی سر کے بال سیدھے لمبے"۔

اس حدیث نبویؐ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت مسیح ناصری اسرائیلی نبی کا حلیہ یوں ہے کہ متوسط پیدائش، سر کے بال لمبے اور سیدھے، رنگ مائل بسرخی وسفیدی یعنی گندم گوں اور الی الحمرۃ والبیاض جو فرمایا گیا اس کے معنی صاف ہیں کہ اسمر اللون یعنی گندم گوں ہیں۔ کیونکہ جب کوئی رنگ مائل بسرخی وسفیدی ہوتا ہے اسی کو آدم یا اسمر اللون کہتے ہیں۔

(دیکھو مولوی سید محمد حسین صاحب مرزائی امروہی کی کتاب مسک العارف صفحہ ۴۱)

حضرت مسیح علیہ السلام
قاتل دجال کا حلیہ

صحیح بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۸۹، فتح الباری پارہ ۱۳ صفحہ ۲۷۸، ۲۷۹ - عمدۃ القاری جلد ۷ صفحہ ۲۳۴۔ ارشاد الساری جلد ۵ صفحہ ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶۔ صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۶ پر ہے:۔

ترجمہ: روایت ہے سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطابؓ سے کہ اس نے روایت کی اپنے باپ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہ کہا اللہ کی قسم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز نہیں کہا۔ کہ حضرت عیسیٰ کا سرخ رنگ ہے لیکن فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا اور میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں اس وقت ایک گندم گوں آدمی پر نظر پڑی جس کے بال کندھوں تک لٹکے ہوئے تھے۔ یعنی سیدھے لمبے تھے اور دو آدمیوں کے درمیان چلتا تھا۔ اس کے سر سے پانی ٹپکتا تھا یا اس کے سر سے پانی کے

قطرات گرتے تھے میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو جواب ملا کہ "ابن مریم" ہے پھر میں آگے چلا گیا، تو پھر میری نظر ایک سرخ رنگ بھاری جسم والے پر پڑی جس کے بال گھونگروالے ہیں۔ اس کی داہنی آنکھ کانی ہے گویا منیٹ نکلا ہوا ہے میں نے پوچھا کہ وہ کون ہے تو جواب ملا۔ یہ دجال ہے اور اس کی شکل ابن قطن سے بہت ملتی جلتی تھی۔ زہریؒ فرماتے ہیں کہ ابن قطن قبیلہ خزاعہ کا ایک آدمی تھا جو جاہلیت میں مر گیا۔"

نوٹ:۔ اس حدیث نبویؐ میں بتلایا گیا ہے کہ آنے والے مسیح قاتل دجال گندمی رنگ کا ہے اور اس کے سر کے بال سیدھے لمبے ہیں امام ابو جعفر محمد بن جریر طبریؒ کی تفسیر کے پارہ سوم کے صفحہ ۱۸۴، ۱۸۵ اور پارہ ششم کے صفحہ ۱۴ پر ہے:۔

عن ابی ھریرۃ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال الانبیاء اخوۃ لعلات امھاتھم شتی ودینھم واحد انی اولی الناس بعیسی بن مریم لانہ لم یکن بینی وبینہ نبی وانہ نازل فاذا رأیتموہ فاعرفوہ فانہ رجل مربوع الخلق الی الحمرۃ والبیاض سبط الشعر کان رأسہ یقطر وان لم یصبہ بلل بین ممصرتین فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال ویقاتل الناس علی الاسلام حتی یھلک اللہ فی زمانہ الملل کلھا غیر الاسلام ویھلک اللہ فی زمانہ مسیح الضلالۃ الکذاب الدجال وتقع الامنۃ فی الارض فی زمانہ حتی ترتع الاسود مع الابل والنمور مع البقر والذئاب مع الغنم وتلعب الغلمان والصبیان بالحیات لا یضر بعضھم بعضا ثم یلبث فی الارض ما شاء اللہ وربما قال اربعین سنۃ ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون ویدفنونہ"

دیکھئے اس روایت میں بھی آنے والے مسیح عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ بیان کیا گیا ہے کہ متوسط پیدائش نومائل بسرخی و سفیدی یعنی گندمی رنگ اور سر کے بال سیدھے لمبے اور یہی حلیہ صحیح بخاری شریف کی جلد اول کے صفحہ ۴۸۹ اور صحیح مسلم کی جلد اول کے صفحہ ۹۴ پر حضرت مسیح ناصری کا آیا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنے والا عیسیٰ ابن مریم مسیح ناصری ہی ہے۔

(ب) صحیح مسلم کی روایتیں۔

مسیح ناصری کا حلیہ

صحیح مسلم شریف جلد اول کے صفحہ ۹۵ کتاب العلم جلد اول صفحہ ۲۱۹ مشکوۃ مترجم جلد ۴ صفحہ ۲۱۶ پر ہے:۔

ترجمہ:۔ روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے روبرو انبیاء لائے گئے پس ناگہاں حضرت موسیٰ دبلے پتلے ہیں گویا کہ قبیلہ شنوۃ کے مردوں میں سے ہیں اور دیکھا میں نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو پس ناگہاں قریب ترین ان شخصوں کا کہ دیکھے میں نے مشابہت میں ساتھ اس کے عروہ بن مسعودؓ ہے۔"

نوٹ:۔ اس حدیث نبویؐ میں حضرت مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشابہت حضرت عروہ بن مسعودؓ صحابی کے ساتھ دی گئی ہے نیز مرزائیوں کے رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۲۲ نمبر ۱ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۲۳ء کے صفحہ ۷ پر اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو عروہ بن مسعود سے مشابہت دی تھی۔

آنے والے عیسیٰ کا حلیہ

صحیح مسلم شریف جلد دوم کے صفحہ ۴۰۳ کتاب الفتن جلد ۴ صفحہ ۲۸۰۲، ۳۱۲۸۰ ۲۷۰ مشکوۃ شریف مترجم جلد نمبر ۴ صفحہ ۱۳۲ پر ہے:۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دجال نکلے گا پس رہے گا چالیس (عبداللہ بن عمرؓ کا قول ہے) میں نہیں جانتا چالیس سے چالیس دن مراد ہیں یا چالیس ماہ یا چالیس برس (نبیؐ نے فرمایا) پس اللہ بھیجے گا حضرت عیسیٰ ابن مریم کو گویا کہ وہ عروہ بن مسعود ہیں۔ پس وہ تلاش کریں گے دجال کو اور اس کو ہلاک کر ڈالیں گے۔"

نوٹ:۔ اس حدیث نبویؐ میں آنے والے حضرت عیسیٰ ابن مریم کی مشابہت حضرت عروہؓ بن مسعود کے ساتھ دی گئی ہے۔ چنانچہ مرزائیوں کے رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۱۵ نمبر ۸ بابت ماہ اگست ۱۹۲۰ء کے صفحہ ۲۸ پر اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ عروہؓ بن مسعود کے ساتھ آپؐ نے مشابہت اس ابن مریم کی دی ہے جو کہ آئندہ آنے والا ہے جیسے حدیث مسلم میں آیا ہے پس نتیجہ یہ نکلا کہ آنے والا عیسیٰ ابن مریم قاتل دجال حضرت مسیح ناصری ہی ہے۔

اب مرزا صاحب قادیانی اور ان کے مریدوں کے سوال کا جواب تحقیقی اور الزامی طور پر لکھا جاتا ہے۔

مرزائی کا سوال

ابن مریمؑ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حلیے بیان فرمائے ہیں۔

ملاحظہ ہو کتاب "بدر الحق بخاری"، "مجاہد نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عیسیٰ و موسیٰ و ابراہیم کو دیکھا۔ عیسیٰ علیہ السلام سرخ رنگ، گھنگرالے بال چوڑے سینے والے تھے۔"

اس ابن مریمؑ کا حلیہ جسے آپ نے اسراء کی رات میں دیکھا سرخ رنگ اور گھنگریالے بال اور چوڑا سینہ فرمایا ہے اور جس کو دجال کے پیچھے طواف کرتے دیکھا۔ اس کا حلیہ آپ نے گندمی رنگ اور سیدھے بال بتلایا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مریم کے دو حلیے بتائے ہیں۔ اس لئے وہ شخص دو ہیں۔

(رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ اگست ۱۹۲۰ء صفحہ ۳۴، ۳۵ کا خلاصہ)

محمدی کا اعتراض

مسیح کے دو حلیوں سے جو حدیثوں میں مذکور ہیں دو شخصوں کے مسیح ہونے پر استدلال کرنا غلط ہے ورنہ اس طرح تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی دو ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ معراج والی حدیث میں موسیٰ کا حلیہ ایک مرد گندم گوں دراز قد جو شنوء کے رہنے والے مردوں سے مشابہ ہے اور ذکر الانبیاء میں جو حدیث ہے اس میں لکھا ہے کہ ایک مرد ہے مضطرب رجل الشعر وہ بال کہ نہ بہت سیدھے ہوں اور نہ بہت گھنگریالے ہوں۔ یعنی ایک روایت میں رجل الشعر آیا ہے اور دوسری میں جعد۔

مرزائی کا جواب

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آپ نے دو حلیے نہیں بتائے۔ بلکہ وہ حلیہ ایک ہی ہے کیونکہ دونوں حدیثوں میں حضرت موسیٰ کی تشبیہ رجال شنوء کے ساتھ دی گئی ہے

یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ وہ ایک ہی ہیں۔ رہا یہ سوال کہ ایک حدیث میں حضرت موسیٰ کے لئے جعد آیا ہے اور دوسری حدیث میں رجل الرأس اور ایک ہی جسیم اور طوال آیا ہے ان کے درمیان فتح الباری والے نے یوں تطبیق دی ہے نووی نے کہا ہے کہ جعودۃ جو صفت موسیٰ میں ہے اس سے جعودت جسم کی ہے یعنی جسم سخت اور مجتمع الخلق ہونا جعودۃ شعر مراد نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے متعلق آچکا ہے کہ آپ رجل الشعر تھے۔

(تشحیذ الاذہان بابت ماہ اگست ۱۹۲۰ء صفحہ ۳۵، ۳۶، ۳۷ کا خلاصہ)

محمدی کا جواب الجواب

(۱) جس طرح حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام نووی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حلیوں میں تطبیق دی ہے اسی طرح انہوں نے حلیہ مسیح میں بھی تطبیق دی ہے ذرا غور سے سنئے۔ کتاب فتح الباری کے پارہ ۱۳ صفحہ ۴۲

اور نووی شرح صحیح مسلم جلد اول کے صفحہ ۹۴ اور کتاب العلم جلد اول کے صفحہ ۱۰۳ پر لکھا ہے

ترجمہ:۔ ”اور اس پر آپ کا قول عیسیٰ کے بارے میں کہ وہ جعد تھے اور واقع ہوا ہے اکثر روایتوں میں کہ عیسیٰ کے سر کے بال لمبے سیدھے ہیں۔ پس علماء نے کہا کہ اس جگہ جعدۃ سے مراد جعودۃ جسم کی ہے یعنی جسم سخت اور مجتمع الخلق ہونا اور بالوں کا گھنگریالے ہونا مراد نہیں ہے“

اس سے صاف معلوم ہوا ہے کہ صحیح بخاری شریف کی جلد اول کے صفحہ ۴۸۱، ۴۸۹ پر حضرت عیسیٰ کے لئے جو لفظ ”جعد“ آیا ہے اس سے مراد بالوں کا گھنگریالے ہونا نہیں ہے بلکہ جسم کا سخت و مضبوط ہونا ہے۔

(۲) مرزا قادیانی نے اپنی کتاب تحفہ گولڑہ کے صفحہ ۴۲ پر لکھا ہے کہ:۔

باقی صفحہ ۲۷ پر

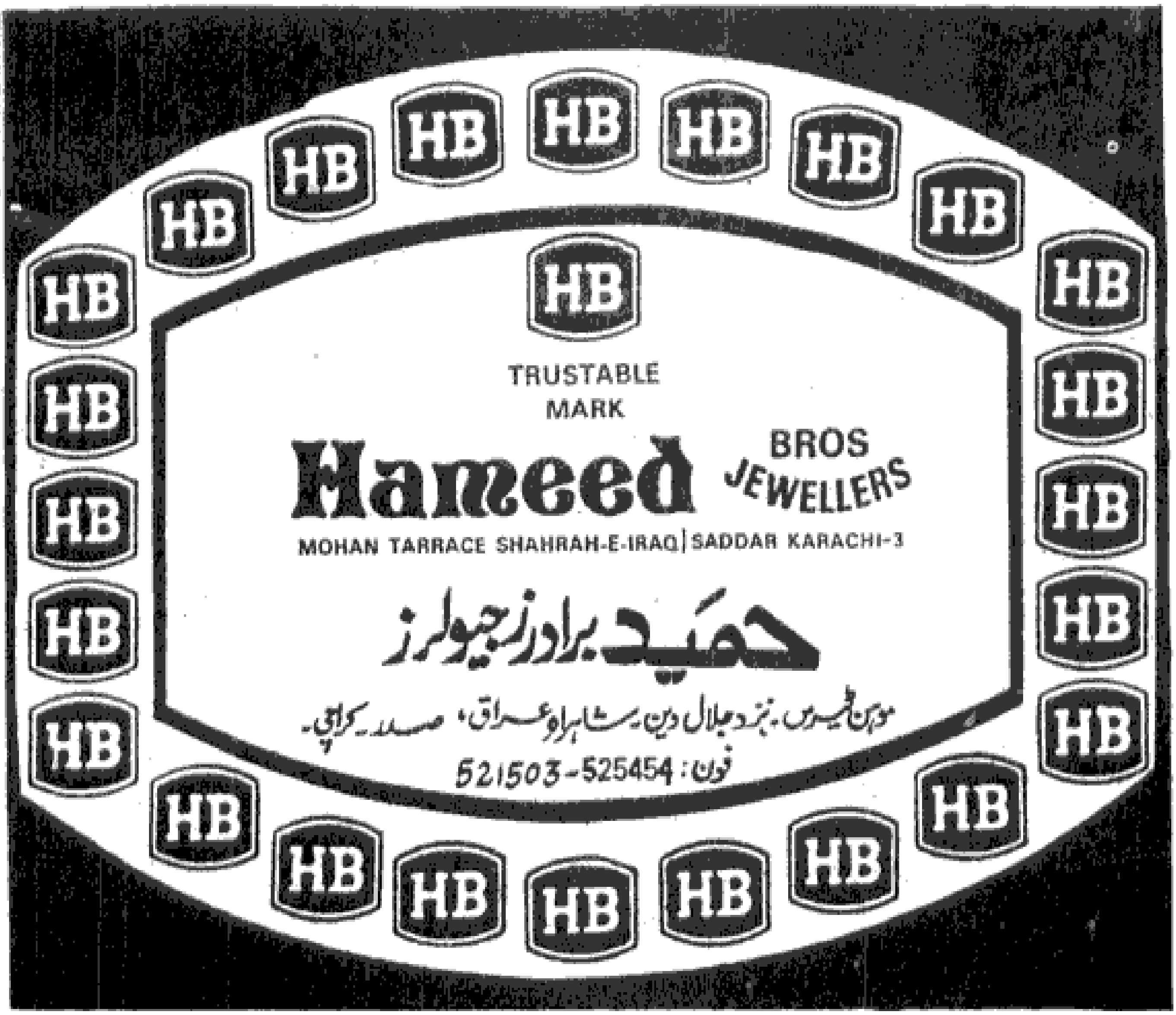

گوشۂ کتب

تبصرہ کیلئے کتاب کی دو جلدوں کا آنا ضروری ہے

نام کتاب : شاہ جیؒ کے علمی و تقریری جواہر پارے۔
مصنف : اعجاز احمد سنگھانوی۔
قیمت :
صفحات : ۳۶۸
پتہ : اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر۵

تبصرہ۔ رعایت اللہ فاروقی۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا نام کسی کیلئے تعارف کا محتاج نہیں۔ شاہ صاحب صرف شاہ صاحب ہی نہیں تھے۔ اگر ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے تو ہر پہلو میں ایک نئے شاہ صاحب نظر آئیں۔ اور جب ہم شاہ صاحب کی ان مختلف حیثیتوں کو جمع کریں تو ہمارے سامنے ایک سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نہیں بلکہ ایک پوری "انجمن" آئے گی۔ اس انجمن کو بہت سے لوگوں کو قلم کے ذریعے لاتعداد کتابوں کے بے شمار صفحات پر نت نئے رنگوں سے سجا کر پیش کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شاہ صاحب پر آنے والی ہر کتاب کا اپنا ایک الگ انداز اور نئی سج دھج ہے اور یہ سلسلہ ابھی رکا نہیں ہے بلکہ جاری و ساری ہے۔ زیر تبصرہ کتاب "شاہ جیؒ کے علمی و تقریری جواہر پارے" بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ محترم اعجاز احمد سنگھانوی صاحب نے شاہ صاحب کے سوانحی خاکے کو نئے اور دلچسپ انداز میں قلم بند کیا ہے جن کی خصوصیات کے علاوہ ایک خصوصیت اس کتاب کی یہ بھی ہے کہ اس میں بے جا طوالت سے اجتناب کیا گیا ہے یوں قاری کو شاہ جیؒ کی پوری زندگی کا سوانحی خاکہ وقت کی بچت کے ساتھ میسر آ جاتا ہے اس کے علاوہ ایک اور چیز جو اس کتاب کو شاہ جیؒ پر لکھی جانے والی دیگر کتابوں سے ممتاز کرتی ہے وہ ہے شاہ جیؒ کے اساتذہ و مشائخ کے سوانحی خاکے جن سے قاری کے سامنے شاہ جیؒ کی طالب علمانہ زندگی کا پس منظر آ جاتا ہے جس سے ان کے زمانہ طالب علمی کے بعد کا پیش منظر بخوبی واضح ہو جاتا ہے اور قاری کے علم میں یہ بات بھی آ جاتی ہے کہ وہ لوگ کون اور کیسے تھے جن کی تربیت نے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو "امیر شریعت" بنا دیا تھا۔

پھر شاہ جیؒ کے علمی و تقریری شہ پاروں نے تو گویا اس کتاب کے مطالعے کی چاشنی کو دوبالا کر دیا ہے۔ ایک ایسا قاری جو مرزائیت اور مرزا غلام احمد قادیانی کے کردار سے ناواقف ہو وہ اگر اس کتاب کا مطالعہ شروع کرے یا شاہ جیؒ پر لکھی جانے والی کسی بھی اور کتاب کا تو وہ مرزائیت کے خلاف شاہ جیؒ کے جدوجہد کے تذکروں پر یقیناً تشنگی محسوس کرے گا اس لحاظ سے اس کتاب کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے کہ کتاب کے آخر میں مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی مختصر سوانحی خاکہ ہے جس کے مطالعے سے یہ تشنگی ختم ہو جاتی ہے۔ ●

شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کے اضافہ کا

متفقہ مطالبہ

حکومت تاخیری حربوں سے اسے متنازعہ بنا رہی ہے

قومی شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کا اضافہ تمام دینی جماعتوں اور تمام مکاتب فکر کا دیرینہ متفقہ دینی قومی اور آئینی مطالبہ ہے۔

● یہ اسلئے کہ شناختی کارڈ میں مسلم غیر مسلم کی تمیز نہ ہونے کے باعث قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کر کے مقامات مقدسہ چلے جاتے ہیں۔ جو نہ صرف قرآنی نص کے خلاف بلکہ مقامات مقدسہ کی توہین اور آئین پاکستان کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ ● قادیانی گروہ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ نہ ہونے سے ناجائز فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کو پاسپورٹ میں قادیانی لکھوا کر مغربی جرمنی لے جانے کے بہانے ارتداد پھیلا رہے ہیں۔

● ایک ہندو، مسیحی یا مسلمان کو اپنا مذہب ظاہر کرنے یا لکھوانے پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ صرف قادیانی گروہ خود کو بجائے قادیانی کے مسلمان لکھوانے پر بضد ہے اور یوں وہ آئین پاکستان کی بغاوت پر کمربستہ ہے۔

● قادیانیوں کی حمایت میں بعض اقلیتی رہنما جداگانہ طرز انتخاب، شریعت بل، تحفظ ناموس رسالت بل کی طرح اسکی بھی مخالفت کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ دو قومی نظریہ کا منطقی تقاضا ہے۔

● بعض سیاسی رہنما اسے فرقہ واریت کا پیش خیمہ قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ دو دستوں جداگانہ طرز انتخاب، شناختی کارڈ فارم، پاسپورٹ، داخلہ فارم وغیرہ میں خانہ مذہب کے موجود ہونے سے فرقہ واریت نہیں پھیلی تو شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کے اضافے سے کیونکر پھیلے گی۔

● حکومت اپنے تاخیری حربوں سے اسے معرض التواء میں ڈال کر ایک قومی متفقہ مسئلہ کو متنازعہ بنا رہی ہے۔ اس سے بڑھ کر قادیانیت نوازی کی اور کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔

● صدر مملکت، وزارت مذہبی امور، اسلامی نظریاتی کونسل، چاروں صوبائی حکومتوں کی اس معقول مطالبے کے حق میں رپورٹیں آ چکی ہیں۔

● میاں محمد نواز شریف صاحب سے ایک بار پھر درخواست ہے کہ خدارا ایک جائز دینی امر کو معرض التواء میں نہ ڈالیں۔ ملک عزیز کے مفاد کا تقاضا ہے کہ اس مطالبہ کو فوری پورا کریں۔

آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان

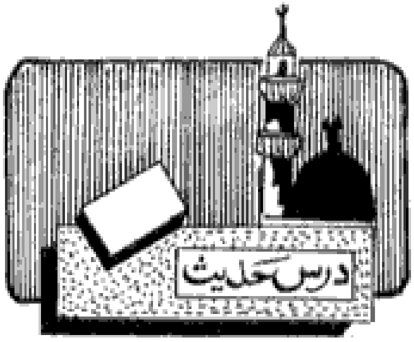

اسلام کی تعلیماتِ طہارت

ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ طہارت و پاکیزگی جزو ایمان ہے اور کلمہ الحمد للہ میزان اعمال کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ والحمد للہ بھر دیتے ہیں آسمانوں کو اور زمینوں کو اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل و برہان ہے اور صبر اجالا ہے اور قرآن یا تو حجت ہے تمہارے حق میں یا حجت ہے تمہارے خلاف ہر آدمی صبح کرتا ہے پھر وہ اپنی جان کا سودا کرتا ہے پھر یا تو اسے نجات دلا دیتا ہے یا اس کو ہلاک کر دیتا ہے

اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو کئی طرح کی رہنمائی فرمائی ہے اگر مسلمان اس حدیث پر عمل کریں اور اس کی روشنی میں چلیں تو ہر زمانہ اور ہر جگہ کے لئے اس میں دنیا اور آخرت دونوں جہاں کے لئے روشنی اور رہنمائی موجود ہے لیکن اگر اس پر عمل کرنے سے کوتاہی برتیں گے اور اس کو نظر انداز کر دیں گے، اس کو بھلا دیں گے۔ یا تجاہل برتیں گے۔ تو اس کا انجام نقصان و گھاٹے کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کی ابتداء اسلام میں پاکیزگی اور صفائی ستھرائی کی جو اہمیت ہے اس سے فرمائی ہے۔ چنانچہ بہت ہی مختصر الفاظ میں فرمایا طہارت و پاکیزگی جزو ایمان ہے اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش بھی کیا ہو سکتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت آپ پر دعوت اسلام کی ذمہ داری ڈالی تو سب سے پہلے پاکی حاصل کرنے کا حکم فرمایا، فرمایا۔

اے محمد! چادر لپیٹے پڑے ہو، اٹھو اور ہدایت کرو اور اپنے پروردگار کی بڑائی کرو۔ اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو اور ناپاکی سے دور رہو۔

ایسے ہی نماز پڑھنے کے لئے حصول طہارت کو اللہ تعالیٰ نے واجب فرمایا۔ فرمایا۔

مومنو: جب تم نماز پڑھنے کا قصد کیا کرو تو منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھو لیا کرو۔ اور سر کا مسح کر لیا کرو۔ اور ٹخنوں تک پاؤں دھو لیا کرو، اور اگر نہانے کی حاجت ہو تو نہا کر پاک ہو جایا کرو۔

ممکن ہے کسی کے دل میں یہ خیال آئے کہ نماز کے لئے حصول طہارت (یعنی وضو) کیوں ضروری قرار دیا ہے۔

اس کا سبب یہ ہے کہ نماز میں بندہ اللہ پاک کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اس سے ملتا اور ہم کلام ہوتا ہے اپنی عاجزی در ماندگی ظاہر کرتا ہے۔ سر تا پا گڑ گڑاتا ہے لہذا احکم الحاکمین کی بارگاہ میں حاضری کے لئے دل کے رجوع و انابت کے ساتھ جسمانی طہارت و پاکیزگی بھی ضروری قرار پائی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا۔

اے بنی آدم ہر نماز کے وقت اپنے تئیں مزین کیا کرو۔

طہارت و پاکیزگی کے معنی بہت وسیع ہیں نماز مومن کی اصلاح و تربیت کا ایک موثر ذریعہ ہے وضو اور غسل سے صرف جسم کی صفائی ہی نہیں مقصود ہے بلکہ اس کا تعلق جسم کی صفائی کے ساتھ روح کی پاکی اور قلب و نظر کی درستگی سے بھی ہے پاکی ایک عبادت ہے جس کے ذریعہ بندۂ مومن اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے پاک صاف ہو کر خضوع کے ساتھ اس کے روبرو کھڑا ہوتا ہے۔

صفائی ستھرائی اور طہارت و پاکی کے سلسلہ میں دین اسلام کے اہتمام کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کے ذریعہ منہ کی صفائی کا حکم فرمایا ہے اور اس کی فضیلت کے بارے میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(مسواک منہ کو صاف کرنے والی اور اللہ کو راضی کرنے والی ہے)

منہ سے بندہ اپنے خالق سے ہم کلام ہوتا ہے لہذا اسے صاف ہونا چاہیے جو سب کا حاکم اور سب کا مالک ہے تو جتنی بار اور جتنے اہتمام سے اپنے منہ کو صاف کرے کم ہے اس لئے کسی صاحب دل نے بے خودی و سرمستی میں کہا ہے۔

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

میں ہزار بار اپنے منہ کو دھوؤں اور صاف کروں تب بھی اس سے آپ کا پاک نام لینا بڑی بے ادبی ہے۔

مسواک کے سلسلہ میں آپ کی تاکید و ہدایت بڑی حکمتوں پر مبنی ہے اس وقت طبی تحقیقات سے مسواک کے جو فوائد سامنے آ رہے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسواک کے بارے میں آپ کی ہدایات معجزہ ہیں۔

مسواک کی خوبیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس میں بہت سے قدرتی مقبوضہ ریشے ہوتے ہیں۔ جو دانتوں سے چبانے پر بھی ٹوٹتے نہیں ہیں بلکہ نرم ہو کر دانتوں کے درمیان داخل ہو جاتے ہیں اور فضلات کو اس طرح نکال دیتے ہیں کہ مسوڑوں میں تکلیف نہیں ہوتی۔ اس طرح سے دانت بھی صاف ہو جاتے ہیں اور مسواک کے ریشوں کے اثرات سے جراثیم اور کیڑے بھی مر جاتے ہیں۔

اسلام کے صفائی ستھرائی پر زور دینے کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی سو کر اٹھے تو جب تک تین بار اپنے ہاتھ دھو نہ لے برتن میں ہاتھ نہ ڈالے اس کو معلوم نہیں کہ سوتے میں ہاتھ کہاں کہاں گیا ہے، یہ کتنی معقول بات ہے سوتے میں آدمی بے خبر ہوتا ہے۔ ہاتھ جسم کے ہر عضو پر جاتا رہتا ہے گرمی کا موسم ہے تو پسینہ نکلتا رہتا ہے۔ سوتے میں کسی اتفاقی نجاست سے ہاتھ ملوث ہو گیا۔ مثلاً سوتے میں کھٹمل، مچھر وغیرہ کا خون لگ گیا۔ ایسی صورت میں ہاتھ کا برتن میں ڈالنا کتنا برا ہے انہیں اسباب و وجوہات کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سو کر اٹھو تو برتن میں ہاتھ ڈالنے

سے پہلے دھو لو، اس لیے کہ تمہیں معلوم نہیں سوتے میں ہاتھ کہاں پڑا ہے۔ یہ تو بے خبری کی صورت میں ہے تو جب مومن کو معلوم ہو کہ ہاتھ گندگی سے مس ہوا ہے تو ہاتھوں کی صفائی کا کتنا اہتمام کرنا چاہئے۔ مثلاً استنجا سے فراغت کے بعد آب دست لیتا ہے۔ تب تو اور بھی جلدی سے اس کو اپنے ہاتھوں کو دھو لینا چاہئے۔ کہیں وہ آنتوں کے امراض کا نشانہ نہ بنے چونکہ ناخن اس قسم کے امراض کا سبب زیادہ بنتا ہے۔ لہٰذا آپ نے اس کے کاٹنے کا حکم فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا پانچ چیزیں فطرت میں داخل ہیں۔ ختنہ کرنا، موئے زیر ناف کا صاف کرنا، مونچھوں کو کترنا، ناخن تراشنا، بغل کے بال نوچنا۔ اس طرح سے جسمانی صحت کی رعایت میں آپ نے برتنوں کی صفائی کا حکم دیا۔ تاکہ کھانے پینے کی چیزیں بھی پاک صاف رہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کے برتن میں کتا پانی پی لے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھوئے۔ برتنوں کی صفائی الگ ایک اہمیت رکھتی ہے اس لئے کہ برتنوں کی صفائی میں کوتاہی برتنے کی وجہ سے انسان مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

انہیں وجوہات کی بنا پر آپ نے ایک عام بات فرمائی کہ: پاکی جزو ایمان ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کا ذکر فرمایا جس سے معنوی پاکی حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا کلمہ الحمد للہ میزان اعمال کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ والحمد للہ بھر دیتے ہیں۔ آسمانوں کو اور زمینوں کو اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس خوبی کے ساتھ تن من دونوں کی پاکی کو ایک دوسرے سے جوڑ دیا ہے یہ دونوں قسم کی پاکیاں دین میں شامل ہیں۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ اور اس کو ضروری قرار دیا ہے۔ ارشاد فرمایا۔

خدا تم پر کسی طرح یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کرے۔

آپ نے فرمایا: الصلاۃ نور، نماز ایمان کا نور ہے۔ جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے تاکہ نمازی گناہ کی راہ چلنے سے بچ سکے اور راستہ کے پیچ و خم اس پر کھل جائیں اس لئے کہ نماز منکرات اور بے حیائی کی باتوں سے روکتی ہے اور بے شک وہ سنجات ہے نمازی دل کو زندگی کے میل کچیل سے پاک صاف کرتی ہے اور دل منور ہو کر بھلائی کی راہوں کو روشن کر دیتا ہے غرضیکہ نماز نور اور روشنی بھی ہے پاکیزگی اور صفائی بھی ہے جو مسلمان نماز کا پابند ہوتا ہے دنیا میں بھی اس کے چہرے پہ رونق ہوتی ہے اور قیامت کے دن تو نمازی کا چہرہ چمک رہا ہوگا۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا صدقہ دلیل برہان ہے اس لئے کہ جب بندۂ مومن نے دین کے بنیادی ارکان کی تکمیل کر لی تو نوافل کی طرف متوجہ ہوا صدقات بھی نوافل ہی میں شامل ہیں۔ جو مادی پاکی ہے یہ عقل و دل کی پاکی کے بعد ہوتا ہے کیونکہ قیامت کے دن جب بندے سے سوال ہوگا کہ اپنے اعمال کو کہاں خرچ کیا۔ تو صدقہ دلیل بنے گا ایک قول یہ ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ صدقہ اپنے کرنے والے کے ایمان کا ثبوت ہے کیا چنانچہ منافق صدقہ نہیں کرتا اس لئے کہ اس کو صدقے کے ایمان کی دلیل و ثبوت ہونے کا اعتقاد نہیں جس نے صدقہ کیا اس نے اپنے ایمان کے صحیح ہونے کا ثبوت فراہم کر لیا ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ "صبر اجالا ہے" جس سے معلوم ہوا کہ مصائب و پریشانیوں پہ صبر ایمان کے پختہ ہونے کا پیمانہ ہے ابن عطا کا قول ہے کہ مصائب پہ حسن ادب کے ساتھ قائم رہنے کا نام صبر ہے۔

صبر کی حقیقت یہ ہے کہ انسان تقدیر کے فیصلہ پر راضی رہے مصیبت کا اظہار خبر و اطلاع کے طور پہ معیوب نہیں ہاں بطور شکایت اس کا اظہار صبر کے منافی ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ انا وجدناہ صابرا نعم العبد انہ اواب

وبے شک ہم نے ان کو ثابت قدم پایا۔

بہت خوب بندے تھے بے شک وہ رجوع کرنے والے حالانکہ حضرت ایوب علیہ السلام نے عرض کیا تھا

انی مسنی الضر

مجھے ایذا ہو رہی ہے۔

عبارت بالا سے اچھی طرح واضح ہوتا ہے کہ دعوت و ارشاد کا راستہ امتحان و آزمائش اور محنت و مشکلات سے پر ہے۔ لہٰذا جن خوش نصیبوں کو اللہ تعالیٰ نے اس اہم دینی کام کو انجام دینے کی توفیق دی ہے وہ اس راہ میں پیش آنیوالی ہر تکلیف و دشواری پر صبر و ثبات سے کام لیں اور آپ کے اسوۂ مبارکہ کو اپنا شعار بنائے رکھیں۔ کہ آپ نے دعوت اصلاح کی راہ میں صبر و قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش فرمایا ہے۔

آپ نے اس حدیث میں مزید فرمایا اور قرآن یا حجت ہے تمہارے حق میں یا حجت ہے تمہارے خلاف۔ قرآن کریم کی تلاوت اور اس میں جو احکام ہیں ان پر عمل کرنا اور اس کے آداب کو پوری طرح ملحوظ رکھنا یہ سب چیزیں دل کو پاک کرتی ہیں، عقل کو جلا بخشتی ہیں اور ضمیر انسانی میں ورع و تقویٰ پیدا کرتی ہیں۔ شعور و احساسات میں نفاست و ستھرائی اور عمل و کردار میں حق استقامت پیدا کرتی ہیں۔

اس کے برعکس تلاوت نہ کرنا اور قرآنی احکام پر عمل سے دور رہنا محرومی و نامرادی لاتا ہے۔ اخیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث پاک کو ان الفاظ پر ختم فرماتے ہیں: ہر آدمی صبح کرتا ہے پھر وہ اپنی جان کا سودا کرتا ہے پھر یا تو اسے نجات دلا دیتا ہے یا اس کو ہلاک کر دیتا ہے یعنی لوگ زندگی کی گزرگاہوں اور اس کے مختلف میدانوں میں چلتے ہیں تو کچھ تو وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدائے قدوس کی عبادت و طاعت کے ذریعہ اپنے آپ کو عذاب سے آزاد کرا لیتے ہیں اور کچھ وہ ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو خواہشات نفسانی اور شیطان کے حوالے کر دیتے ہیں۔ جو اسے ہلاک و برباد کر دیتا ہے

فقہی استنباط

ہر قسم کے حدث سے طہارت حاصل کرنے کے لئے نیت شرط ہے وضو غسل یا تیمم بغیر نیت کے صحیح نہیں ہوگا۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے اس سے ثابت ہوا کہ کوئی شرعی عمل بغیر نیت کے درست نہیں ہو سکتا۔

اس لئے وضو غسل، تیمم یہ سب حدث سے پاکی حاصل کرنے کے لئے ہیں۔ لہٰذا بغیر نیت کے صحیح نہیں ہوں گے نیت کا تعلق دل سے ہے یعنی دل کا ارادہ ہی نیت ہے

طہارت کی نیت اس طرح ہوگی کہ جو عمل طہارت کے بغیر کرنا جائز نہیں وہ جائز ہو جائے جیسے نماز اور کلام کا چھونا اور نیت حدث کے دور ہونے کی کرے اور اگر طہارت ایسے عمل کی نیت سے حاصل کی جس کے لئے شرعاً طہارت نہیں ہے مثلاً ٹھنڈک حاصل کرنے کی غرض سے کھانا کھانے

ذبح و شکار کرنے یا نکاح جیسے کام کے لئے اور شرعی طہارت کی نیت نہیں کی تو اس کا حدث دور نہیں ہوگا۔ اس لئے اگر اس نے طہارت کی نیت نہیں کی، جب کسی چیز کی نیت نہیں کی تو اس کو کوئی چیز حاصل نہیں ہوئی۔ اس شخص کی طرح جس نے کسی چیز کا ارادہ ہی نہ کیا ہو۔

حدیث کے فوائد

مذکورہ حدیث طہارت کے وسیع معنی پر دلالت کرتی ہے اس طرح سے ہاتھوں کی پاکی کو قلب و نظر، ذکر، صدقہ، اور صبر کے ساتھ ملا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو طہارت کی بہترین شکل شمار فرمایا ہے۔ پھر آخر میں فرمایا ہے کہ تلاوت قرآن ذکر کی سب سے افضل صورت ہے۔

بقیہ: پریس کانفرنس

انہیں وجوہات کی بنا پر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ روزنامہ پاکستان قادیانیوں کا ترجمان بنا ہوا ہے اب یہ دانستہ طور پر ہے یا نادانستہ طور پر یہ وضاحت روزنامہ پاکستان ہی کر سکتا ہے اور اگر روزنامہ سکوت ہی اختیار کرتا ہے تو پھر یہ وضاحت خود بخود ہو جائے گی اور فدایان خاتم النبیین نتیجہ خود بخود اخذ کر لیں گے۔

بقیہ: حضرت عیسیٰ کا حلیہ مبارک

"صحیح بخاری میں جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہلاتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ سرخ رنگ لکھا ہے جیسا کہ عام طور پر شامی لوگوں کا ہوتا ہے"

اور نیز مرزا نے اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" کے صفحہ ۸۱ پر لکھتے ہیں:-

"اور بدھ نے اپنی پیش گوئی میں اس آنے والے بدھ کا نام بگوا میتا اس لئے رکھا کہ بگوا سنسکرت زبان میں سفید کو کہتے ہیں اور حضرت مسیح چونکہ بلاد شام کے رہنے والے تھے اس لئے وہ بگوا یعنی سفید رنگ تھے"

حضرت مسیح ناصری کے بارے میں ان ہر دو بیانوں میں تطبیق کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ سفید رنگ سے مراد دودھ کی مانند نہیں ہے اور سرخ رنگ سے مراد خون کی مانند سرخ نہیں ہے بلکہ شامی آدمی کو سرخ رنگ والا اور سفید رنگ والا بھی کہہ سکتے ہیں۔

بقیہ: انسان کامل

علامہ محمد اقبال کے یہاں بھی انسان کامل کے متعلق باب ملتا ہے جب ان کے خیال میں اسلام نے انسانی کمال اور فضیلت کو تسلیم کیا ان کے نزدیک انسان کائنات ہستی کا بلند ترین مظہر ہے اس لیے اس کو زمین پر نیابت الٰہی کی ذمہ داری سونپی گئی ہے

بے خبر تو جوہر آئینہ ایام ہے
تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے

علامہ اقبال کا انسان کامل کا تصور دراصل اس کے خلافت اللہ کے اسلامی تصور پر مبنی ہے۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کامل کا اعلیٰ ترین نمونہ دنیا کے لیے پیش کیا ہے۔

اس لیے اقبال کے نزدیک انسان کامل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی ہے جن کی سیرت پاک تمام انسانوں کے لیے شمع ہدایت ہے۔ جس کی روشنی میں چل کر انسانی زندگی کے اعلیٰ ترین مراتب پر فائز ہو سکتا ہے

دراصل انسان کامل یا مرد مومن کی زندگی میں آئین الٰہی بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے۔ اس کی زندگی فطرت میں ڈھل جاتی ہے اور پھر اسرار الٰہی اس کی ذات پر منکشف ہو جاتے ہیں اس کی آنکھ خدا کی آنکھ اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ اور اس کی زندگی خدا کی زندگی بن جاتی ہے۔ الغرض اس کے تمام اعضاء نیک اعمال کو جلد قبول کرتے ہیں اور برائی سے ہر لمحہ دور رہتے ہیں۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کارکشا کارساز
خاکی و نوری نہاد بندۂ مولیٰ صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز

اس کی ایک نظر اقوام کی تقدیر میں انقلاب پیدا کرتی ہے

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

علامہ محمد اقبال کے نزدیک انسان کامل اخلاق فاضلہ کا نمونہ ہے اور اپنی زندگی میں اعلیٰ کردار کی تخلیق کرتا ہے اس میں بلاشبہ سخت کوشی جدوجہد خطرات کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرنے کا جذبہ ہوتا ہے۔ اور پھر اس پر لاکھ مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں صبر کا دامن کبھی نہیں چھوڑتا۔ وہ اس طرح عناصر فطرت پر قابو پا لیتا ہے جس کے نتیجے میں بہترین و پاکیزہ معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ جہاں سکون ہی سکون اور امن ہی امن ہوتا ہے۔

بقیہ: نیک عورتیں

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے اور بلاشبہ جب وہ اپنے گھر سے نکلتی ہے تو اسے شیطان تکنے لگتا ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ عورت اس وقت سب سے زیادہ اللہ سے قریب ہوتی ہے جب کہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے۔ (طبرانی فی الاوسط)

عورت کو حقیقی ماں وفادار بیوی یا غیرت با حیا بیٹی اور بیٹے میں محبت و شفقت بھرے دل والی بہن رہنا چاہیے مسلمان کی ثقافت وہی ہے جو اس کے مسلمان ہونے کو نمایاں کرے۔ احکام الٰہی کی اتباع میں انسانیت کی بقا ہے۔ اگر مسلمان ہو کر رہنا ہے تو اسلام کے اصول کو ماننا ہے۔ اسلام فطرت انسانی تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے عورت کو اس حقیقی آزادی کی لازوال نعمت سے سرفراز کرتا ہے جس کے دائرے میں رہتے ہوئے وہ شمع محفل بننے کی بجائے چراغ خانہ بن کر ان شہسواروں اسلام اولین فلسفیوں اور مفکروں کو جنم دیتی اور پرورش کرتی ہے جو بے سرو سامان ہوتے ہوئے بھی قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان سلطنتوں کو اپنے پاؤں تلے روندنے کے قابل ہوتے ہیں جو آسمان کی وسعتوں کو چیرنا اور ان کی پہنائیوں میں مردانہ وار گھس جانا اپنا فرض تصور کرتے ہیں۔

بقیہ: عباد الرحمٰن

نے فرمایا ہے کہ شراب پینے پلانے کی محفلیں مراد ہیں۔

گیارہویں صفت

واذا مرّوا باللغو مرّوا کراما، یعنی اگر لغو اور بیہودہ مجلسوں پر کبھی اللہ کے نیک بندوں کا گزر اتفاقی ہو جائے تو وہ سنجیدگی۔ متانت اور شرافت کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ایسی محفلوں میں یہ لوگ جس طرح بقصد و ارادہ شریک نہیں ہوتے اسی طرح اگر کہیں اتفاقی طور پر ان کا کسی ایسی مجلس

پر گذر ہو جائے تو اس فسق و فجور اور گناہ کی مجلس پر سے شرافت کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ یعنی ان کے اس فعل کو برا اور قابل نفرت جانتے ہوئے نہ گناہوں میں مبتلا لوگوں کی تحقیر کرتے ہیں اور نہ خود اپنے آپ کو ان سے افضل و بہتر سمجھ کر تکبر میں مبتلا ہوتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا اتفاق سے ایک روز کسی بیہودہ و لغو مجلس پر گذر ہو گیا تو وہاں ٹھہرے نہیں گذر کر چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہوا تو فرمایا کہ ابن مسعودؓ کریم ہو گئے اور یہ آیت تلاوت فرمائی جس میں بیہودہ مجلس سے کریموں و شریفوں کی طرح گذر جانے کا حکم ہے۔

بارہویں صفت :-

والذین اذا ذکروا بآیات ربهم لم یخروا علیها صما و عمیانا۔ یعنی ان مقبول بندوں کی شان یہ ہے کہ جب ان کو ان کے رب کی آیات اور آخرت کی یاد دلائی جاتی ہے۔ تو وہ ان آیات کی طرف اندھے و بہروں کی طرح متوجہ نہیں ہوتے بلکہ سمیع و بصیر انسان کی طرح ان میں غور کرتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں غافل اور مغفل لوگوں کی طرح ایسا معاملہ نہیں کرتے کہ انہوں نے سنا ہی نہیں یا دیکھا ہی نہیں۔

تیرہویں صفت :

والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما۔ یعنی اللہ کے مقبول بندے اپنی اولاد اور ازواج کیلئے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ ان کو میرے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے۔ یہاں اس دعا سے اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ کے مقبول بندے صرف اپنے نفس کی اصلاح اور اعمال صالحہ پر قناعت نہیں کر لیتے بلکہ اپنی اولاد اور بیبیوں کی بھی اصلاح۔ اعمال و اخلاق کی فکر کرتے ہیں اور اس کے لئے کوشش کرتے رہتے ہیں اسی کوشش میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان کی صلاحیت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں۔ اور یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں متقی لوگوں کا امام اور پیشوا بنا دے۔

بقیہ : سلطان مظفر حلیم

عوام میں مشہور ہے کہ سلطان مظفر حلیم کے زمانے میں کھیتی و کاشتکاری اور زراعت کی اس قدر کثرت ہو گئی کہ پرگنہ چھالاوار کے رعایا اپنے جانوروں اور مویشیوں کے لئے چراگاہ نہ ہونے کے باعث پریشان ہو گئی چنانچہ سلطان کو حکم شاہی بھیجنا پڑا کہ مویشیوں کے لئے ایک متعین مقدار زمین بطور چراگاہ کے خالی چھوڑ دی جایا کرے۔

مرات احمدی صفحہ ۶۱-۶۲

بقیہ : مجاز آرائی

کل ہونے کا مطالبہ کرتے ہیں اور ہر طرح کی قانون سازی حتیٰ کہ شرعی مسائل میں ارکان اسمبلی کو مجتہد مطلق بنانے اور انہیں منصب پر فائز کرنے میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی جاتی۔ لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی اور عزت و ناموس کا مسئلہ پیش آئے۔ تو عیسائیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کر کے اس قانون سازی کو بنیاد پرستوں کی سازش کا عنوان دیا جاتا ہے فالی اللہ المشتکی!

تف ہے اس عقل و خرد پر کہ شاتم رسول کی سزا کو تو عوام کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔ لیکن اگر اپنا ذاتی مسئلہ ہو تو پھر تمام قانونی اور غیر قانونی ہتھکنڈے استعمال کئے جائیں۔

اگر ۱۲ کروڑ عوام ناموس رسالت کا تحفظ کر سکتے ہیں اور اس کے لیے کسی قانون کی ضرورت نہیں تو پھر انتخابات اسمبلیوں اور سیاسی دوکانوں کی بھی ضرورت نہیں بلکہ توقع رکھنی چاہیے کہ عوام کو اپنے دوسرے مسائل میں بھی کسی قانون کے سہارا لینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی گویا موصوف کے خیال میں اس ملک کو کسی قانون کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ عوام مجرموں سے نمٹنا جانتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ تھانہ پولیس سے لے کر صدر اور وزیر اعظم صاحبان کو بھی اپنے گھر کی راہ لینا چاہیے۔

اسلام تو کسی فرد اور قوم کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ وہ بادشاہ سے لے کر رعایا تک ہر ایک کو قانون کا پابند بناتا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ حضرت ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہم اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو مصروف دیکھیں تب اس کو اسی حال میں چھوڑ کر گواہ تلاش کرنے جائیں؟ آپ نے فرمایا ہاں گواہ لاؤ ورنہ تیری کمر پر حد قذف لگائی جائے گی (بخاری) دیکھئے یہاں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیرت و حمیت (ـــــ) کے معاملہ میں (جہاں پر آدمی بہت ہی جذباتی ہو جاتا ہے) بھی قانون کو ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دیتے بلکہ فرماتے ہیں گواہ لاؤ ورنہ تیری پیٹھ پر حد لگے گی۔

لیکن ہمارے نام نہاد دانشور ہیں کہ ملک میں جنگل کا قانون نافذ کرتے ہوئے عوام کو مجرموں کے پیچھے لگا کر اپنی جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ عیسائیوں کی خوشنودی کے لیے اور اپنے آپ کو بنیاد پرستی (اسلام) کے "دھبے" سے پاک کرنے کے لیے یہ بیان دیا گیا ہو کہ ہمیں ایسے مسلمانوں میں سے نہ سمجھا جائے جو اپنے نبی کی گستاخی پر چپ نہیں ہوتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بقیہ : چھ باتوں سے اجتناب

کی تلاش اللہ تعالیٰ کریں تو اسے اس کے گھر کے اندر بھی رسوا کر دیتا ہے

چھپ کر کسی کی باتیں سننا یا اپنے کو سوتا ہوا بنا کر باتیں سننا بھی تجسس میں داخل ہے۔ البتہ اگر کسی سے مضرت پہنچنے کا احتمال ہو اور اپنی یا دوسرے مسلمان کی حفاظت کی غرض سے مضرت پہنچانے والے کی خفیہ تدابیر اور ارادوں کا تجسس جائز ہے۔

اس آیت میں تیسری بری چیز غیبت سے ہر شخص کو سختی سے منع فرمایا گیا ہے۔ غیبت سے مراد وہ بھی بات جو کسی کی غیر موجودگی میں کی جائے اگر وہ اس بات کو سنتا ہو تو اس کو ایذا ہوتی ہو حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ شب معراج کی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے لیجایا گیا تو میرا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور بدن کا گوشت نوچ رہے ہیں میں نے جبریل امینؑ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے بھائی کی غیبت کرتے اور ان کی آبرو ریزی کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک باتوں پر عمل کرنے اور بری باتوں سے اجتناب کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

تمام غیرتمند مسلمانوں سے ایک سوال

کیا آپ چاہتے ہیں

کہ آپ کی رقم

مسلمانوں کو مرتد

بنانے میں استعمال ہو ؟

اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے

لیکن

اس کے باوجود آپ کی لاعلمی اور بے توجہی کی وجہ سے آپ کی رقم سے مسلمانوں کو مرتد بنایا جارہا ہے

وہ کیسے ؟

آپ میں سے بعض لوگ قادیانیوں سے خرید و فروخت کرتے ہیں قادیانی تجارتی اداروں سے لین دین کرتے ہیں اور قادیانی کارخانوں کی مصنوعات استعمال کرتے ہیں

کیا آپ جانتے ہیں ؟

اسی خرید و فروخت، لین دین کے ذریعہ قادیانی جو منافع کماتے ہیں اسی منافع یعنی ماہانہ آمدنی کا ایک کثیر حصہ اپنے مرکز ربوہ میں جمع کراتے ہیں

جس کے نتیجہ میں

وہی رقم جو آپ سے کمائی جاتی ہے وہ آپ ہی کے خلاف استعمال ہوتی ہے یعنی مسلمانوں کو اسی رقم سے مرتد بنایا جاتا ہے

اگر آپ

قادیانیوں کے ساتھ کاروبار و تجارت کرتے ہیں تو گویا آپ ارتدادی کام میں بالواسطہ حصہ لے رہے ہیں اور انکا ساتھ دے رہے ہیں

یاد رکھیے

- آپ ہی کی رقم سے قادیانی اپنی ارتدادی تبلیغ کرتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے قادیانیوں کے تحریف شدہ قرآنی ترجمے چھپتے اور تقسیم ہوتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے ان کے پریس چلتے ہیں
- آپ ہی کے بل بوتے قادیانی مرکز "ربوہ" آباد ہے
- آپ ہی کی رقم سے قادیانی مبلغین اپنی ارتدادی تبلیغ کیلئے اندرون و بیرون ملک سفر کرتے ہیں

گویا قادیانیوں کی ہر حرکت میں براہ راست نہیں تو بالواسطہ آپ بھی شریک ہیں

لہٰذا

تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے قادیانیوں کے ساتھ مکمل سوشل بائیکاٹ کریں اور ان کے ساتھ لین دین، خرید و فروخت مکمل طور پر بند کردیں اور اپنے احباب کو بھی قادیانیوں سے بائیکاٹ کی ترغیب دیں۔

نوٹ کیجئے۔ قادیانی تنظیم مسلمانوں کو مرتد بنانے کیلئے کروڑوں روپیہ ہر سال خرچ کرتی ہے

مرکزی دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ
ملتان (پاکستان) فون: ۴۰۹۷۸